وَمَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى

# ترقی

قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کی حقیقی ترقی کیا ہے، اور دورِ حاضر کے انسانوں نے ترقی کے نام پر انسانیت کا خون کر دیا ہے اور معکوس ترقی کر کے تنزل کے گہرے غار میں گر گئے ہیں۔

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

عاکف بک ڈپو مٹیا محل دہلی

۷/ روپے

وَمَن يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۞ (القرآن)

# ترقی

قرآن وحدیث کی روشنی میں انسان کی حقیقی ترقی کیا ہے اور
دورِ حاضر کے انسانوں نے ترقی کے نام پر انسانیت کا خون کر دیا ہے
اور معکوس ترقی کر کے تنزل کے گہرے غار میں گر گئے ہیں۔



مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی



عاکف بک ڈپو مٹیا محل دہلی

طبع جدید : ۱۹۹۳ء
باہتمام : ایس۔ ایم۔ ظفر
مطبع : شاہجہاں آباد سٹی پرنٹ نئی دہلی ۲۰
قیمت : سات روپے

عاکف بکڈپو
۳۷۴ ۔ مٹیا محل دہلی ۶

# فہرست مضامین

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

(شیخ سعدی شیرازی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی اوضح سُبل الھدایۃ وبین الاحکام ومیز بین الحلال والحرام، وھدی اھل الایمان الی مکارم الاخلاق ومحاسن الأفعال، والصلوۃ والسلام علی من جعل اتباعہٗ ذریعۃ للصعود الی ذروۃ الکمال، ووسیلۃ لرضاء المتصف بنعوت الجلال والجمال، وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ الذین جاھدوا باموالھم وانفسھم لرضاء الکبیر المتعال، وشیدوا ارکان الدین بمساعیھم المشکورۃ عند ربھم ذی الاکرام والافضال وعلیٰ من تبعھم فی سلوکھم ومنھاجھم فاختار الصالحۃ من الاعمال وتخلق بمکارم الأخلاق ومحاسن الافعال۔

## امّا بعد

آج کل ترقی کا تذکرہ تحریروں اور تقریروں میں بہت زیادہ آرہا ہے اور عموماً سب ہی انسان ترقی کے خواہاں ہیں اور اس کے دلدادہ بنے ہوئے ہیں، آخری دو تین صدیوں میں دنیاوی چیزوں میں بہت ترقی ہوئی ہے، سائنس کی ایجادات نے انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچادیا

وہ ہواؤں میں اڑنے لگا اور چاند پر پہنچ گیا اور دوسرے سیاروں میں پہنچنے کے لئے تگ ودو میں لگا ہوا ہے۔ نئی نئی مصنوعات سامنے آرہی ہیں اور انسان اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ فلک بوس عمارتیں بن رہی ہیں نئے نئے ڈیزائن ہیں۔ انجینیئرنگ کا کمال عروج پر ہے جس سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے اور الیکٹرونک مصنوعات نے محو حیرت بنا رکھا ہے بلاشبہ یہ یہ مادی ترقی انسان کے منافع اور مرافق زندگی کے لئے بہت کام کی چیز ہے۔ مومن و کافر اور نیک و بد سب ہی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں بعض ناواقف جو یہ سمجھتے ہیں کہ نئی ایجادات سے اور ان کے استعمال سے شریعت اسلامیہ منع کرتی ہے انکا یہ خیال غلط ہے۔ شریعت اسلامیہ کے فرائض و واجبات کو ادا کرتے ہوئے اور ممنوعات و محرمات سے بچتے ہوئے شریعت کے اصول کے مطابق جو شخص کسی نئی یا پرانی ایجاد سے متمتع ہونا چاہے تو اس کے لئے دین اسلام میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اب تک جس ترقی کا ذکر ہوا یہ سب مادی ترقی ہیں سوال یہ ہے کہ انسان خود کیا ہے کیوں پیدا کیا گیا اور اسکی اپنی ذاتی ترقی کس چیز میں ہے؟ خود انسان کے اندر کتنی انسانیت باقی رہ گئی ہے اور انسان کو انسانیت میں ترقی حاصل ہوئی ہے یا تنزل ہوا ہے اسکو دیکھنا چاہیئے اگر تنزل ہوا ہے تو اس نقصان کی تلافی کا کیا طریقہ ہے اسپر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے انسان سیدنا حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے ان سے ہی اس دنیا میں بنی نوع انسان کی نسل چلی اور پھلی پھولی، دنیا کے سارے

بر اعظم ان سے آباد ہیں، حضرت آدم علیہ السلام انسان کے صرف باوا ہی نہ تھے بلکہ خداوند قدوس کے سب سے پہلے رسول اور پیغمبر بھی تھے جب انکو جنت سے اتار کر اس دنیا میں بھیجا تھا تو خالق کائنات جل مجدہٗ نے یہ اعلان فرما دیا تھا کہ

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ [1]

سو اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے گی سو جو شخص میری ہدایت کا اتباع کرے گا ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور میری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ والے ہوں گے اسمیں ہمیشہ رہیں گے۔

معلوم ہوا کہ اس دنیا میں انسان یوں ہی کھانے پینے سونے اور بے مقصد زندگی گذارنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ وہ اس جہانِ رنگ و بو میں اس لئے آیا ہے کہ اپنے خالق و مالک کی ہدایت پر چلے، خدائے پاک پر ایمان لائے اس کی ہدایت کو مانے اور انکار کر کے دائمی عذاب نار میں اپنی جان کو جھونکنے کی راہ اختیار نہ کرے۔

خداوند قدوس جل مجدہٗ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انسان کے عہد اول سے لے کر یکے بعد دیگرے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

---

[1] سورۃ البقرۃ۔ ع ۴

کو مبعوث فرمایا پھر سب سے آخر میں آخر الانبیاء والمرسلین سید البشر محمد عربی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کو خاتم النبیین کے لقب سے مشرف فرمایا۔ نبوت و رسالت آپ پر ختم فرمادی اور آپ کو رہتی دنیا تک کے لئے تمام انسانوں کا نبی اور رسول بنا کر بھیجا اور آپ کو حکم دیا کہ یوں اعلان فرما دیں ۔

| | |
|---|---|
| قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا[1] | آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں |

اور آپ کی زبانی یہ بھی اعلان کرایا ۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (رواہ مسلم) | قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اس امت میں سے جس کسی کو بھی میری بعثت کا علم ہو خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی پھر وہ اس حالت میں مرجائے کہ میں جو دین لے کر بھیجا گیا ہوں اسکو نہ مانا تو وہ ضرور دوزخ والوں میں سے ہوگا ۔ |

نیز آپ نے ارشاد فرمایا

| | |
|---|---|
| كَانَ النَّبِيُّ إِنَّمَا يُبْعَثُ | (مجھ سے پہلے) نبی کی بعثت خاصکر |

---

[1] سورۃ الاعراف

إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً[1]

اسکی اپنی قوم کی طرف ہوتی تھی، اور میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا :-

بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ[2]

میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اللہ جل شانہٗ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید عطا فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخر الامم کی ہدایت کے لئے آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اس کتاب میں انسان اور جنات کا مقصد تخلیق واضح طور پر بیان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝[3]

اور میں نے جن اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝[4]

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کا طالب ہو گا سو وہ دین اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہو گا۔

نیز ارشاد فرمایا

---

[1] مسند احمد ص۳۰۴ ج۳ [2] مسند احمد ص۱۴۵ ج۵ [3] سورۃ الذاریات ع ۳
[4] سورۃ آل عمران : ۹۴

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔[۱]

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین ہونے کے اعتبار سے پسند کر لیا۔

قرآن مجید کی ان آیات شریفہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انسان صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور خدائے پاک نے اس کے لئے جو ہدایات بھیجی ہیں اسی پر چلنے میں اسکی خیر ہے دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ جلّ شانہٗ کے نزدیک معتبر نہیں ہے جو کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا موت کے بعد آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔ اور وہ تباہی دائمی عذاب نار کی صورت میں سامنے آئیگی

دین اسلام کامل دین ہے اسمیں اعتقادیات، عبادات مکارم اخلاق محاسن افعال بہترین آداب معاشرت کی تعلیم دی گئی ہے اور انسان کو حیوانیت و بہیمیت سے بچاکر انسانیت کے اصل تقاضوں پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے خدا کے آخری پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔[۲]

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ برگزیدہ اخلاق کی تکمیل کروں۔

---

[۱] سورۃ المائدۃ ع ۱ [۲] قال العراقی فی تخریج الاحیاء اخرجہ احمد والبیہقی من حدیث ابی ھریرۃ وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم۔

اور فرمایا کہ

اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ[۱] — بلاشبہ اللہ نے مجھے برگزیدہ اخلاق اور اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن بلند اخلاق و افعال کی تعلیم دی ہے اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے جو اصول و آداب قولاً و عملاً ارشاد فرمائے ہیں وہ دنیا کے کسی بھی دوسرے معاشرے میں نہ موجود ہیں نہ کسی کے یہاں انکا تصور ہے۔ انسان کی ترقی اسی میں ہے کہ انسانیت اس کے ہاتھ سے نہ جاتی رہے اس کے اخلاق بلند ہوں اور حرام و حلال کی تمیز کے بغیر پیٹ نہ بھرتا ہو۔ حیوانوں کی طرح ہر جگہ منہ نہ مارتا ہو اور جانوروں کی طرح نفسانی خواہشوں کو پورا نہ کرتا ہو اور بے حیائی کی زندگی گزارنا اسے مبغوض ہو۔ عفت و عصمت اس کا شعار ہو، حیا و شرم کو اپنے لئے لازم سمجھتا ہو اور کسب حلال سے تن ڈھکتا اور پیٹ بھرتا ہو۔

سائنس کی ترقی کوئی انسان کی ترقی نہیں ہے یہ تو ان چیزوں کی ترقی ہے جو انسانی وجود کے علاوہ ہیں البتہ یہ انسان کی خادم ہیں یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی خدمت گذار اشیاء کی ترقی ہو گئی، انسان تو اپنے ذاتی حالات میں وہیں ہے جہاں وہ عہد اول سے تھا آنکھ سے دیکھتا ہے کان سے سنتا ہے پاؤں سے چلتا ہے ہاتھ سے پکڑتا ہے منہ سے کھاتا ہے، فضلہ نکالنے

---

[۱] رواہ فی شرح السنۃ کما فی المشکوٰۃ ص۵۱۵ ۔

کی جگہ وہی ہے جو پہلے تھی، پرانے طریقہ پر سوتا ہے اٹھتا ہے بیٹھتا ہے پوری زندگی کے پرانے طریقہ پر ہے، پیدا ہونے کا وہی ایک طریقہ ہے جو پہلے تھا باپ کی صلب سے مادہ نکلتا ہے ماں کے رحم میں جاتا ہے وہاں استقرار ہوتا ہے چند ماہ بعد جان پڑ جاتی ہے، باہر آتا ہے دودھ سے پرورش پاتا ہے آہستہ آہستہ پلتا بڑھتا ہے۔ بچہ ہے، جوان ہے بوڑھا ہے، یہی حالات آج بھی انسان پر گذرتے ہیں جو پہلے گذرتے تھے انسان کے اپنی ذاتی حالات میں تو کوئی ترقی نہیں ہوئی البتہ انسانیت کے جو اصل خدوخال اور اوصاف عالیہ ہیں ان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، بلند اخلاق اور بلند اوصاف کے اعتبار سے وہ بہت زیادہ گہرے گڑھے ہی میں گر چکا ہے، انسانی اوصاف بلند ہوں اور اخلاق عالیہ سے متصف ہو تو پھر سے انسانیت اپنی جگہ پا سکتا ہے اور اس اعتبار سے کہا جائیگا کہ انسان تنزل کے بعد ترقی کر گیا ہے۔

انسان کے اوصاف عالیہ میں سب سے اول تو یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کو پہچانے اس کے دین کو قبول کرے یعنی اسکو وحدہٗ لاشریک یقین کرے کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اس کے اوامر و نواہی کو معلوم کرے اس نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کی تعمیل کرے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کرے اسکی عبادت کرے جان و مال سے متعلق جو احکام ہیں ان کو انجام دے نعمتوں پر خالق ومالک

جل مجدہٗ کا شکر ادا کرے تکلیفوں پر صبر کرے خالق ومالک جل مجدہٗ کی عبادت میں اور اسکی یاد میں لگا رہے دل سے بھی اسے یاد کرے اور زبان سے بھی۔

دیگر اوصاف عالیہ یہ ہیں کہ مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرے، کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ پہونچائے ناحق کسی کا مال نہ لے آگے پیچھے کسی کی بے آبروئی نہ کرے غیبت نہ کرے تہمت نہ باندھے ضعیف پر رحم کھائے ایثار اور قربانی کا جذبہ ہو، تواضع ہو تکبر نہ ہو مال حلال کمائے حلال کھائے تمام ضرورتوں میں حلال ہی استعمال کرے سخاوت اختیار کرے خالق کائنات جل مجدہٗ کی مخلوق پر حلال مال خرچ کرے، کسی پر ظلم نہ کرے اعمال میں ریا کاری نہ ہو، ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرے، آخرت کی پیشی سامنے رہے اور وہاں کے لئے فکرمند ہو۔

دور حاضر کے انسان نے اخلاق عالیہ تو چھوڑ دیئے اور انسانیت کے تقاضوں کو پس پشت ڈالکر ایسے کاموں میں لگ گیا جن میں خالق ومالک کی نافرمانی ہے۔ اور جو انسانی شرافت کے سراسر خلاف ہیں ان افعال کی وجہ سے وہ انسانیت سے محروم ہوگیا اور سمجھ یہ رہا ہے کہ میں ترقی کرگیا۔

ایک عرصہ سے خیال تھا کہ ترقی کے موضوع پر کوئی رسالہ لکھوں لیکن دیگر مشاغل کی وجہ سے تاخیر ہوتی رہی اب سے ساڑھے تین سال قبل احقر کو آنکھ بنوانے کے لئے مدینہ منورہ کے مستشفی اعیون میں داخل ہونا پڑا وہاں فرصت مل گئی تو رسالہ لکھنا شروع کردیا اور چند صفحات لکھ لئے لیکن پھر کام درمیان میں رک گیا حال ہی میں کتابوں میں دبا ہوا ناقص

مسودہ نظر پڑ گیا اور کچھ فرصت بھی مل گئی پورا کرنے کے لئے بیٹھا تو الحمد للہ ذہن کھل گیا آیات کریمہ واحادیث شریفہ یاد آتی چلی گئیں اور چند دن میں رسالہ مکمل ہو گیا فالحمد للہ ولہ المنۃ ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو نافع بنائے اور مجھے اور قارئین کو عمل کی توفیق عطا فرمائے وللہ الحمد اولاً و آخراً

وانا العبد المحتاج الی رحمۃ اللہ
محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ

المدینۃ المنورہ
۱۰ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

امّابعد دورِ حاضر میں جن چیزوں میں ترقی سمجھی جاتی ہے اس میں اصل الاصول تو اغیار کی تقلید اور مشابہت ہے اور اسی کے ذیل میں مال کی کثرت اور اسکی محبت اور بے حیائی اور عصمت و عفت سے دشمنی اور بلند مکانات پر فخر اور فرنیچر اور تصاویر کی رغبت آجاتی ہے، ہم ان اوراق میں ان شاءاللہ یہ بتائیں گے کہ انسان کی ترقی ان چیزوں میں نہیں ہے ترقی اسمیں ہے کہ اخلاق بلند ہوں اور افعال و اوصاف عمدہ ہوں۔

# مال کی محبّت

سب سے پہلے مال کی کثرت اور اسکی محبت کو لے لیجئے، اس میں شک نہیں کہ مال انسانی ضرورت کی چیز ہے، جب دنیا میں رہنا ہے اور جینا ہے تو اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے "کسب حلال"

بھی ضروری ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ  حلال مال کا طلب کرنا فرض کے بعد

فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ۔  فریضہ ہے۔

یعنی نماز روزہ کے فریضہ کے بعد حلال مال کمانے کا درجہ ہے اور یہ بھی فرض ہے، ظاہر ہے جو چیز فرض ہو گی اسمیں ثواب بھی ہو گا، پس یہ کہنا کہ اور سمجھنا کہ شریعت اسلامیہ میں مال کمانے سے منع کیا گیا ہے یہ غلط ہے، اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں مال کمانے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ حرام مال کمانے کی ممانعت ہے اور جو حلال مال کما لیا جائے اس کے خرچ کرنے کے مواقع مقرر فرما دیئے ہیں کہ کہاں خرچ کئے جائیں اور کہاں خرچ نہ کریں۔

اگر حلال مال تک کمائی محدود رہے، حلال ہی کمائیں حلال خرچ کریں اور ممنوعات میں نہ لگائیں اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کا خیال رکھیں تو ایسا مالدار بننا جائز ہے البتہ اسراف وریاء کاری حلال مال کے ذریعہ بھی حرام ہے۔

لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب مال زیادہ ہو جائے تو دنیاوی رسوم اور رواجی اخراجات میں خرچ کرنے لگتے ہیں اور صریح گناہوں میں مال کھپاتے ہیں، مال زیادہ ہو تو فاسقوں فاجروں والا لباس پہننے لگتے ہیں، گھر میں تصویریں سجالیں، گانے بجانے کا سامان خرید لیا، ٹیلیویژن لے

آئے بچوں کو معاشقے سکھانے لگے ڈرامے دکھانے لگے ان کو گانوں کا شوقین اور بے حیائی اور بے شرمی کا خوگر بنا دیا، بڑی بڑی فیس ادا کر کے ان کو انگلش اسکولوں میں داخل کر کے اسلام سے دور کر دیا، کافرانہ سج دھج سے مانوس کر دیا، کیونکہ کافرانہ طور طریق میں اور کافروں کی مشابہت میں کوٹ پتلون اور ٹائی میں (جو سراسر نصرانیت کا شعار ہے) ترقی نظر آتی ہے اور قرآن و حدیث پڑھانے میں تنزل نظر آتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

## سود، قمار، رشوت کے ذریعہ مالی ترقی کا خیال

بڑا مالدار بننے کی حرص میں حلال حرام کی تمیز نہیں کی جاتی، حلال عموماً زیادہ نہیں ملتا ہے حرام طریقوں ہی سے رئیس کبیر بنتے ہیں۔

بہت سے لوگ لائف انشورنس یعنی بیمۂ زندگی کراتے ہیں یہ معاملہ قمار یعنی جوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے اگر کسی شخص نے بجہالت کیوجہ سے کچھ اقساط جمع کئے ہوں تو توبہ کرے اور جس قدر رقم جمع کی ہے صرف اسی قدر وصول کر لے اس سے زائد اسکو یا اسکے وارثوں کو لینا حرام ہے اور بہت سے لوگ بینک سے سود لیتے ہیں یا سود دیتے ہیں اور خاصی تعداد میں ایسے لوگ بھی ہیں جو عوام کو قرض دیکر سود وصول کرتے ہیں جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ بیمۂ زندگی حرام ہے، اور سود کا

لین دین بھی حرام ہے اور باعثِ لعنت ہے تو مولویوں کو کوسنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولویوں کا یہی کام ہے کہ قوم کی ترقی کا جو بھی کوئی راستہ نکلتا ہے اس میں آڑے آجاتے ہیں اور فتوے ٹھوکنے لگتے ہیں، دوسری قومیں کہاں سے کہاں نکل گئیں ان میں بڑے بڑے مالدار ہیں، سیٹھ ہیں، ان کے بینک جاری ہیں، مولویوں نے قوم کو تنگدستی کے غار میں دھکیل دیا اور یہاں ہے چپیں ہے۔ مولویوں کا تو یہ احسان ہے کہ وہ یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ کام حرام ہے اور گناہ ہے وہ اپنے پاس سے کچھ کہیں تو طعن وتشنیع کرنے کی کوئی وجہ بھی ہے لیکن جب وہ قرآن وحدیث سے بیان کرتے ہیں تو جو لوگ مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں ان پر لازم ہے کہ مولویوں کی بات مانیں اور حرام سے بچیں۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ ۞ | اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے کسی کفر کرنے والے کو، کسی گناہ کے کام کرنے والے کو۔ |

بیان القرآن میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کہ سود کبھی تو دنیا ہی میں سب برباد ہو جاتا ہے ورنہ آخرت میں تو یقینی بربادی ہے کیونکہ وہاں اس پر عذاب ہوگا، برخلاف اس کے صدقہ دینے میں گو فی الحال مال گھٹتا معلوم ہوتا ہے لیکن مآل کار اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتے ہیں، کبھی تو دنیا میں بھی اور کبھی آخرت میں تو یقیناً بڑھتا ہے کیونکہ وہاں اس پر بہت

سا ثواب ملے گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سود کا ایک درھم جس کو انسان کھا لے اور وہ جانتا ہو کہ یہ سود کا ہے تو یہ چھتیس ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ جیسے انسان اپنی ماں سے زنا کرے (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ (گناہ میں) یہ سب برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۴)

مولویوں کا یہی تو قصور ہے کہ وہ قرآن و حدیث بیان کرتے ہیں اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں، عجیب بات یہ ہے کہ گنہ گار اپنے آپ کو گنہ گار نہیں سمجھتے اور جو لوگ یہ بتاتے ہیں کہ تم گناہ کر رہے ہو الٹے انکو صلواتیں سناتے ہیں اور بُرا بھلا کہہ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیتے ہیں کیا مولویوں کو برا کہنے سے حرام حرام نہ رہے گا؟ کیا آخرت میں یہ حیلہ کام دے گا کہ مولویوں نے بتایا تو تھا ہم نے انکی بات نہ مانی اور ان کو برا بھلا کہہ کر حرام کو شیرِ مادر کی طرح ہضم کر گئے خوب غور کریں کہ میدانِ آخرت میں کیا ہو گا؛ چوری و سینہ زوری کا انجام خود سمجھ لیں! گناہ بھی کریں سے مولویوں کی غیبتیں بھی کریں یہ دوہرا گناہ ہے۔ سود کے کھانے والے پر

کھلانے والے لکھنے والے گواہ بننے والے ان سب پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت ہے، کیا لعنت بھی ترقی کی چیز ہے۔

# کافر کی ترقی اور مسلم کی ترقی میں فرق

یہ جو کہتے ہیں کہ دوسری قومیں ترقی کر گئیں اور مولویوں نے سود اور جھوٹے سے روک کر ترقی سے روک دیا۔ یہ تو جب صحیح ہوتا جب مولویوں کی بات مانی ہوتی، مولویوں کی بات مانتے تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے طاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے عالم غیب سے رحمتوں اور نعمتوں کا نزول ہوتا، مولویوں کی بات مانی بھی نہیں پھر بھی وہی موردِ الزام ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری پہ چلیں تو سارا جہان قدموں میں آجائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ٥ (سورۃ الاعراف)

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے انکو پکڑ لیا۔

اسلام کے دعویداروں کا یہ حال ہے کہ طاعات و عبادات کے

ذریعہ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں لینے کو تیار نہیں گناہوں کے ذریعہ ترقی کرنا چاہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ گناہ کے ذریعہ جو مال ملے گا وہ حرام بھی ہوگا اور بے برکت بھی، نیز دنیا کی بربادی کا بھی ذریعہ ہوگا اور آخرت کے عذاب کا بھی سبب ہوگا کافروں کی دیکھا دیکھی گناہوں کے ذریعہ مالیاتی ترقی کرنا بہت بڑی بھول ہے کافر کے لئے تو دنیا ہی ہے موت کے بعد تو اس کے لئے عذاب ہی عذاب ہے، ان کے لئے دنیا جنت ہے انکی مالیاتی ترقی اور لذتوں والی زندگی دیکھ کر حرص کرنا، رال ٹپکانا، اپنے ایمان واسلام کی ناقدری ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی فاجر کو کسی نعمت میں دیکھ کر ہرگز رشک نہ کر، کیونکہ تجھے اس چیز کا پتہ نہیں ہے جس سے وہ موت کے بعد ملاقات کرنیوالا ہے بلاشبہ اللہ کے نزدیک اس کے لئے ایک قاتل ہے۔ جسے موت نہیں آئے گی۔ اور وہ قاتل دوزخ ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۴۷)

بھلا جسے دوزخ میں جانا ہو اس کی دنیا دیکھ کر رشک کرنا کیا؟ اور نظریں اٹھا کر اس کی طرف کیا دیکھنا؟ اللہ تعالیٰ کافروں کو زیادہ دیتا ہے اس طرح انکو ڈھیل ملتی ہے جس کی وجہ سے اور زیادہ سرکش ہوتے ہیں اور اس سرکشی کا انجام گرفت، عذاب اور دوزخ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ | اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم انکو بتدریج لئے جا رہے ہیں، |

حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ وَاُمۡلِیۡ لَهُمۡ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ٥

اس طور پر کہ انکو خبر بھی نہیں، اور انکو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

بہت سے لوگ یوں کہتے ہیں کہ جوا، بیمہ زندگی اور سود کے لین دین میں نفع ہے، مولوی لوگ نفع کی چیزوں سے منع کرتے ہیں، خدمت میں عرض یہ ہے کہ مولوی اپنے پاس سے منع کریں تب تو انکو جا کر برا کہا جائے ہر فائدہ کی چیز حلال نہیں ہوتی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ قُلۡ فِیۡهِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثۡمُهُمَاۤ اَکۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا۔

وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

کتنی واضح بات ہے کہ نفع ہوتے ہوئے بھی ان میں بڑا گناہ بتایا ہے اہل دنیا صرف دنیا کے ظاہری موجودہ نفع کو دیکھتے ہیں نہ اس کے دنیاوی انجام پر نظر رکھتے ہیں نہ آخرت کی بربادی کا خیال کرتے ہیں کہ مالداری کی حرص میں رشوت کا لین دین بھی ہوتا ہے ملازمت کی تنخواہ ایک ہزار ہے لیکن ماہانہ آمدنی دس ہزار ہے یہ دس ہزار رشوت کے ذریعہ وصول کئے جاتے ہیں اور ملازمین جو مالدار ہوتے ہیں ان کے

پاس رشوت ہی سے زیادہ تر مال جمع ہوتا ہے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی رشوت لینے والے پر اور رشوت دینے والے پر اور اس پر جو ان دونوں کے درمیان واسطہ بنے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۳۲۶)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کے لئے کوئی سفارش کردی پھر اس نے اسے کچھ دیدیا جسے اس نے قبول کرلیا تو یہ ہدیہ قبول کرنے والا سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ میں داخل ہوگیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۳۲۶)

معلوم ہوا کہ رشوت کا نام ہدیہ یا تحفہ یا سوغات رکھ دینے سے حلال نہ ہو جائیگی۔

اگر رشوتیں لے کر نئے نئے ڈیزائن کی خوبصورت بلڈنگیں کھڑی کرلیں سود کی رقم سے لکھ پتی ہوگئے حرام مال سے کارخانے چلا لئے اور کمپنی کھول کر مینجنگ ڈائریکٹر بن گئے کیا یہ ترقی ہے؟ یہ کوئی ترقی نہیں ہے۔ ترقی یہ ہے کہ مال حلال کا ہو شریعت کے مطابق دنیادی حلال ضرورتوں میں خرچ ہوتا ہو اور آخرت کے لئے ذخیرہ بنایا جاتا ہو،

حرام مال کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:۔

لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ     جو بھی کوئی بندہ مال حرام کمائے گا

فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادُهٗ اِلَى النَّارِ۔

پھر اسمیں سے صدقہ دے گا تو قبول نہ ہوگا اور اسمیں سے خرچ کرے گا تو اسمیں برکت نہ ہوگی اور اپنے پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو یہ مال اسکے لئے دوزخ کا توشہ ہوگا۔

(مشکواۃ المصابیح ص ۲۴۲)

مالیات کی طلب اور رغبت نے آنکھوں پر ایسے پردے ڈال رکھے ہیں کہ جانتے بوجھتے ہوئے لوگ حرام کما رہے ہیں اور حرام استعمال کر رہے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر حرام کماکر اور حرام کھاکر اور حرام کو اپنی حاجتوں میں لگاکر دنیا والوں کی ریس کر لی اور مالدار بن گئے سیٹھ جی کہلانے لگے نوٹوں کے گڈے تجوریوں میں بھر لئے بینک بیلنس خوب زیادہ کر لیا اور اسکی وجہ سے دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوئے تو یہ کوئی ترقی نہیں ہے۔

# تعمیرات میں مقابلہ اور زیب و زینت میں فخر و مباہات

جب مال کی کثرت ہو جاتی ہے تو تعمیرات میں مقابلہ شروع ہو جاتا ہے اور مکانات کے سجانے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ہزاروں روپے صرف در و دیوار پر زینت کے لئے پردے لٹکانے پر اور قالین بچھانے

پر خرچ ہوتے ہیں، اسراف اور فضول خرچی کے علاوہ اس میں ریاکاری اور فخر و مباہات کا جذبہ بھی اندر سے جوش مارتا ہے جبکہ ریاکاری کے لئے مال کمانا اور ریاکاری کے کاموں میں خرچ کرنا دونوں گناہ ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال دنیا اس لئے طلب کی کہ مخلوق سے سوال کرنے سے بچے اور اپنے گھر والوں کے لئے کمائی کر سکے لائے اور اپنے پڑوسی پر مہربان ہو تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اسکا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح ہوگا، اور جس نے حلال دنیا اس لئے طلب کی کہ دوسروں سے مال کی کثرت میں مقابلہ کرے اور دوسروں پر فخر کرے اور (اپنے مال کی) دکھاوا کرے تو اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غصہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۴۴)

معلوم ہوا کہ دکھاوا کرنے کے لئے حرام تو حرام حلال کمانا بھی گناہ ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو (آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیاوی زندگی گذارنے کے لئے اتنا (مختصر سا) سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے، اور مالداروں کے پاس نہ بیٹھنا اور کسی کپڑے کو پرانا (یعنی ناقابلِ استعمال) نہ سمجھنا جب تک کہ اس میں پیوند لگا کر نہ پہن لے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۷۵ عن الترمذی)

اس حدیث میں تین اہم نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں جو بڑی اکسیر ہیں، پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ دنیاوی زندگی کے گذارہ کے لئے معمولی سامان سے کام چلاؤ، مسافر جتنا سامان ہمراہ لے کر جاتا ہے اتنے سے سامان میں گذارہ کرو، زیادہ سامان کے لئے زیادہ پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اکثر حلال مال سے فضولیات اور فرنیچر اور زیب وزینت کے اخراجات پورے نہیں ہوتے لامحالہ ان کے لئے حرام کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے اور آخرت میں جو مال کا حساب ہوگا وہ بھی بقدر مال ہوگا کم آمد اور کم خرچ والے وہاں مزے میں رہیں گے اس لئے دنیاوی زندگی کا سامان جس قدر کم ہو بہتر ہے، آج کل سامان بڑھانے کی دوڑ ہے بھاری رقمیں فرنیچر پر اور نئے نئے ڈیزائن کے بنگلوں پر اور طرح طرح کے غیر ضروری امور پر خرچ ہو رہے ہیں، غریب سے غریب کو بھی صوفہ سیٹ کی طلب ہے اور ٹی۔وی اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کی طلب ہے مخملی قالین اٹھنے بیٹھنے کے لئے نہیں، بلکہ محض بچھانے کے لئے چاہتے ہیں جنکو جوتوں سے روندتے ہیں۔

دیکھو! یہ ڈھنگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتیوں کے نہیں ہیں مال واسباب کی کمی عیب نہیں ہے گناہ کرنا اور حرام کمانا حرام خرچ کرنا عیب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے خاص صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو نصیحت فرمائی کہ اِیَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ [1] (یعنی

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۹،

مزے اڑانے سے بچنا، کیونکہ اللہ کے بندے مزے اڑانے والے نہیں ہوتے)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰہُ مِنْہُ مِنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ[۱]

"یعنی جو شخص اللہ کی جانب سے ملنے والے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے عمل سے راضی ہو جاتے ہیں"

ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے سو کر اٹھے تو جسم شریف پر چٹائی کی بناوٹ کے نشان پڑ گئے تھے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم آپ کیلئے اچھا بچھونا بچھادیا کریں اور اچھی اچھی چیزیں حاصل کر کے آپ کے لئے لایا کریں، آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا تعلق؛ میرا دنیا سے بس ایسا ہی واسطہ ہے جیسے کوئی مسافر درخت کے نیچے سایہ لینے کے لئے بیٹھ گیا اور پھر اسے چھوڑ کر چل دیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۲)

مسلمان کو ہر حال اور ہر کام میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[۱] رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

کی پیروی کرنا لازم ہے، آجکل کے مسلمان اور خاص کر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے غیر قوموں کو دیکھ کر ایسے ایسے خرچ بڑھا لئے ہیں کہ نہ وہ ضروری خرچ ہیں نہ ان پر زندگی موقوف ہے، فیشن کی بلا ایسی سوار ہوئی ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اتنی بڑھا رکھی ہے کہ جتنی بھی آمدنی ہو سب کم پڑ جاتی ہے اور قرض پر قرض چڑھتا چلا جاتا ہے۔

حضرت معاذؓ نے ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم تکلیفوں کے ذریعہ جانچ میں ڈالے گئے تو تم نے صبر کر لیا، عنقریب مال کے ذریعہ تمہاری جانچ کی جائے گی، اور مجھے سب سے زیادہ خوف تمہارے متعلق یہ ہے کہ عورتوں کے فتنہ میں ڈال دیئے جاؤ گے، جبکہ عورتیں سونے چاندی کے کنگن پہنیں گی اور شام ویمن کے باریک اور عمدہ کپڑے استعمال کریں گی (یہ چیزیں مہیا کرنے کے لئے) مالدار کو تھکا دیں گی، اور مفلس سے وہ مانگیں گی جو اس سے نہ ہو سکے گا۔[1]

آج کل ہم اسی دور سے گذر رہے ہیں اور عورتوں کا یہی حال ہے جو ابھی ذکر ہوا، صفائی ستھرائی تو اچھی چیز ہے، مگر لباس اور فیشن کی دوسری بے جا ضرورتیں جو یورپ والوں نے نکالی ہیں مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی ان کے خیال میں پڑنا ٹھیک نہیں ہے، انکی اندھی تقلید میں یہ حال بن گیا ہے کہ دیکھنے میں خوشحال دل میں پریشان، آمدنی معقول مگر گذارہ مشکل، اطمینان اور

---

[1] حلیۃ الاولیاء۔

بے فکری کا نام نہیں، محبت کے جوش میں بچوں کی پرورش شروع ہی سے ایسے اعلیٰ پیمانے پر کرتے ہیں کہ بعد میں انکی کمائی ان خرچوں کو برداشت نہیں کر سکتی، جو کچھ پاس ہوتا ہے بچہ کے فیشن پر خرچ کر دیتے ہیں اور جب لکھ پڑھ کر ملازم ہوتا ہے یا کاروبار شروع کرتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے بال بچوں کا خرچ، ماں باپ کی خدمت، پوزیشن اور سوسائٹی کا خیال ایک جان کو ہزار مصیبتیں لگی ہوتی ہیں، غرضیکہ پوری خانہ داری کا بوجھ اٹھانا دوبالِ جان ہو جاتا ہے، اگر سادہ زندگی سکھائیں تو پریشانی کیوں ہو۔

لڑکیوں کو فیشن کا اس قدر شوقین بنادیا جاتا ہے کہ بچپن سے ہی انکو اتنے زیادہ خرچوں کی عادی بنادیتے ہیں کہ شادی کے بعد شوہر پر بوجھ ہو جاتی ہے، خاوند کی ساری آمدنی فیشن، لباس اور زیور کی نذر ہو جاتی ہے، ناچار نااتفاقی اور بدمزگی ظاہر ہونے لگتی ہے اور زیادہ بناؤ سنگار کی عادت ڈالنے سے تلاوتِ قرآن پاک، درود و استغفار، دینی معلومات میں لگنے کی فرصت بھی نہیں ملتی، پھر اصل سجاوٹ تو باطن یعنی دل اور روح کی سجاوٹ اور پاکیزگی ہے، جسم و لباس کی عمدگی، سجاوٹ بھی اسی وقت بھلی معلوم ہوتی ہے جب دل ستھرا، اخلاق اچھے، عادتیں پاکیزہ ہوں، اخلاق گندے اور ظاہر اچھا، انکی ایسی مثال ہے جیسے گندگی کو ریشم میں لپیٹ کر رکھ دیا جائے، یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ضرورت اس کو کہتے ہیں جس کے بغیر زندگی دوبھر ہو جائے خوب سمجھ لو اور اپنے اخراجات کا جائزہ لے لو، ہم نے ہر ٹکے بے تکے خرچ کو ضرورت میں شامل کر رکھا ہے۔

**دوسری نصیحت** حدیث شریف میں یہ فرمائی کہ مالداروں کے پاس نہ بیٹھا کرو، یہ بہت کام کی نصیحت ہے، مالدار اکثر دنیا دار ہوتے ہیں، انکی صحبت سے دنیا کی طلب بڑھتی ہے، اور آخرت کی رغبت گھٹتی ہے، نیز انکا مال اور حال دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اللہ نے انکو بہت کچھ دیا ہے، اور ہم محروم ہیں، اسکی وجہ سے ناشکری ہوتی ہے، حالانکہ کوئی شخص ایسا نہیں جس سے کمتر کوئی نہ ہو، شکر گذار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ جو دنیاوی اعتبار سے اپنے سے کم ہو اس کو دیکھے۔

مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔
(مشکوٰۃ ص ۴۴۷)

(دنیاوی سامان اور روپیہ پیسہ) میں جو تم سے کم ہے اسکو دیکھو، اور جو تم سے بڑھا ہوا ہے اسکو نہ دیکھو، ایسا کرنے سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرسکوگے جو اس نے تم کو عنایت فرمائی ہیں"

اس کو دوسرے عنوان سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا کہ جس شخص میں دو خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اسکو شاکر اور صابر لکھ دیں گے

(۱) جس نے دین میں اسکو دیکھا جو اس سے بڑھ کر ہو، اور پھر اسکی پیروی کی۔

(۲) اور دنیا میں اسکو دیکھا جو اس سے کم ہے اور اسکو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس شخص پر فوقیت دی ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ شاکر

اور صابرین میں شمار فرمائیں گے، اور جس نے دین میں ایسے شخص کو دیکھا جو اس سے کم ہے اور دنیا میں ایسے شخص کو دیکھا جو اس سے زیادہ ہے اور پھر ان چیزوں پر افسوس کیا جو (دنیا میں) اسکو نہیں ملیں تو اسے اللہ تعالیٰ شاکرین ورصابرین میں شمار نہ فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ ص۴۴۸ عن الترمذی)

نیز مالداروں میں اکثر فاسق وفاجر، بدکار، بے نمازی ہوتے ہیں، انکی دولت پر رال ٹپکانا بہت بڑی نادانی ہے۔

تیسری نصیحت حدیث شریف میں یہ فرمائی کہ کپڑے کو اس وقت تک پرانا یعنی ناقابلِ استعمال مت سمجھنا جب تک کہ اسکو پیوند لگا کر نہ پہن لو،، مطلب یہ ہے کہ اس اعتبار سے پرانا مت سمجھنا کہ بہت دن سے استعمال ہو رہا ہے، بلکہ کپڑا جب تک سالم رہے اس وقت تک تو استعمال کرتے ہی رہو، اور جب پھٹنا شروع ہو جائے تب بھی اسکو ناقابل استعمال سمجھنے میں جلدی نہ کرو، بلکہ اس میں پیوند لگا کر پہنتے رہو، اس پر عمل کرنے سے جلدی جلدی کپڑے بنانے کی ضرورت نہ ہوگی، اور زیادہ کمائی کا فکر نہ پڑے گا اور ساتھ ہی ساتھ تکبر اور خود پسندی اور دوسروں کو حقیر جاننے کا جذبہ بھی پیدا نہ ہوگا، یہ نصیحت اگرچہ آج کل کی نئی پود کے لڑکوں اور لڑکیوں کی سمجھ میں نہ آئے گی، کیونکہ دنیا داری، خود پسندی، ریاکاری کا ماحول ہے، مگر نصیحت ہے بہت کام کی، جو کوئی عمل کرے گا دنیا وآخرت کا اسے سکون نصیب ہوگا اور آخرت کی عزت بھی ملے گی، گو بعض اہلِ دنیا پیوند کا کپڑا دیکھ کر حقیر ہی جانیں گے۔

# تصویر کھینچنا اور ان سے گھروں کو سجانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ) ایک غالیچہ خرید لیا، جس میں تصویریں تھیں جب اسکو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے رہ گئے اور اندر داخل نہ ہوئے ہیں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناگواری محسوس کی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتی ہوں اور اللہ کے رسول سے معافی چاہتا ہوں مجھ سے کون گناہ سرزد ہوا؟ آپ نے فرمایا یہ غالیچہ (کیسا ہے یہاں کیونکہ آیا؟) میں نے عرض کیا یہ آپ کے لئے میں نے خریدا ہے، تاکہ اس پر تشریف رکھیں اور اسکو تکیہ کی جگہ (بھی) استعمال فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن ان تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ بنایا تھا اسمیں جان ڈالو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے (مشکوٰۃ ص ۳۸۵، از بخاری و مسلم)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) تصویر والا کپڑا، گدا، غالیچہ قالین اور دوسری چیزیں مثلاً کیلنڈر برتن فرنیچر، گھر میں، دفتر میں، دوکان میں رکھنا حرام ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر والا غالیچہ گھر میں دیکھا تو دروازے کے باہر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر ہو، حدیث میں مطلق فرشتوں کا ذکر ہے، مگر دیگر احادیث کے پیش نظر علماء حدیث نے بتایا ہے کہ یہاں رحمت کے فرشتے مراد ہیں، کراماً کاتبین اور موت کے فرشتے مراد نہیں، کیونکہ انکو حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے حاضر ہونا پڑتا ہے البتہ تصویروں سے انکو بھی ناگواری ہوتی ہے، مگر امتثال امر کے لئے موجود ہوتے ہیں، جو لوگ خدائے پاک کی اس معصوم مخلوق کی اذیت کا خیال نہیں کرتے وہی تصویریں گھر میں رکھ سکتے ہیں۔

(۳) حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو یہ تصویریں بنائی ہیں ان میں جان ڈالو یہ حکم بطور سرزنش اور ڈانٹ کے ہوگا، کیونکہ جان نہ ڈال سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری طرح خلقت پیدا کرنے لگے اگر پیدا کرنے کا حوصلہ ہے تو ایک ذرہ یا ایک حبہ یا ایک جو کا دانہ پیدا کر کے دکھائیں، یعنی ایک ذرہ بھی وجود میں نہیں لا سکتے ہیں پھر صورتیں بنا لینے کے شغل میں کیوں لگے ہیں[۱]۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو صفتِ خلق میں اللہ تعالیٰ کے مشابہ بنتے ہیں[۲] (یعنی تصویریں بناتے ہیں) نیز ارشاد فرمایا کہ ہر مصور کو اسکی بنائی ہوئی

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۵ از بخاری و مسلم۔ [۲] ایضاً ص ۳۸۶ از ترمذی

صورتوں کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا۔ جتنی صورتیں بنائی تھیں ان میں سے ہر تصویر ایک جاندار چیز ہو گی، جس کے ذریعہ بنانے والے کو اس سے عذاب ہو گا۔

نیز ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی س کی دو آنکھیں ہونگی، جن سے دیکھتی ہو گی، اور دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہو گی اور ایک زبان ہو گی جس سے بولتی ہو گی (اور) وہ کہے گی کہ تین طرح کے لوگ میرے سپرد کئے گئے ہیں (۱) ہر ظالم ضدی (۲) ہر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بنایا (۳) تصویر بنانے والے لوگ۔

**مسئلہ:** جس چیز میں جان نہ ہو اسکی تصویر بنانا اور گھر میں رکھنا درست ہے جیسے درخت وغیرہ ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جو کفر کا شعار ہو تو بے جان کی تصویر سے بھی پرہیز ضروری ہے جیسے عیسائیوں کا صلیب وغیرہ۔

آج کل تصویر بنانا کیمرہ سے تصویر لینا، اس مقصد کے لئے کیمرہ گلے میں ڈالے ہوئے دفتروں میں پھرنا تصویریں رکھنا اور مورتیوں سے گھروں اور بنگلوں اور موٹروں کو سجانا ایک فیشن ہو گیا ہے اور تہذیب و ثقافت کا جزو بنالیا گیا ہے، آرٹ کے نام سے جہاں اور بہت سے گناہ زندگی میں داخل ہو گئے ہیں ان میں تصاویر بنانا، سجانا، دیکھنا دکھانا بھی شامل ہے، جہاں کسی کے پاس چار پیسے ہوئے بناوٹ، سجاوٹ، کیمرہ تصویر

مورتی اور مجسمہ کی طرف متوجہ ہوا، ہزار سمجھاؤ کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہے مگر کان دھرنے کو تیار نہیں جب یورپ وامریکہ کو پیشوا بنالیا تو مکہ و مدینہ کا رخ کرنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوگی۔ یہ سید ہیں، یہ علوی ہیں، یہ صدیقی ہیں، یہ فاروقی ہیں، یہ عثمانی ہیں، یہ زبیری ہیں، یہ چشتی ہیں، یہ قادری، بس نام و نمود کی نسبتوں تک ہیں، معاشرہ میں اور گھر بار کے رہن سہن میں تو نصرانی معلوم ہوتے ہیں، الماری میں ایک کتا رکھا ہوا ہے، موٹر کار میں گڈا یا جھول رہی ہے، سامنے کسی کا فوٹو آویزاں ہے، دفتر میں کسی کا اسٹیچو رکھا ہوا ہے، اللہ کی پناہ! کیا مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں! جنھیں فرمان رسول کی ذرا پرواہ نہیں اور جن کو رحمت کے فرشتوں سے بیر ہے ان کا گھر آنا پسند نہیں کرتے۔

بعض لوگ بچوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں، اچھے خاصے نمازی، واعظ وصوفی گھرانوں میں بچوں اور بچیوں کے کھیلنے کے لئے گڑیاں اور تصویریں اور مورتیاں خرید کر لائی جاتی ہیں، بچہ کی خواہش ہے کہ اسکا دل برا نہ ہو، مگر مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو رنج پہنچ جائے گا اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ فاللہ المستعان وبیدہ التوفیق۔

ایک لیڈر صاحب کا واقعہ سنا ہے جو اہل علم اور دیندار بھی سمجھے جاتے تھے کہ انھوں نے ایک موقع پر خود دانستہ طور پر تصویر کھینچوائی اور کہا کہ اپنی قوم کی ترقی کے لئے میں نے یہ گناہ کیا۔ اپنی قوم کی ترقی کے لئے مجھے گنہگار ہونا منظور ہے۔ واقعہ تو ہم نے ایک ہی صاحب کا سنا ہے جس

سے اندازہ ہوا کہ اس مزاج کے اور لوگ بھی ہوں گے، اس لئے یہاں اس کا ذکر کر دینا مناسب جانا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ گناہوں کی ترقی کا نام ترقی رکھنا نہایت ہی حماقت کی بات ہے۔

اور اگر ترقی بھی ہو تو وہ ترقی محمود و محبوب نہیں...... جو دوزخ میں لے جانے والی ہو، گناہوں میں کونسی ترقی ہے، جو لوگ اس کو ترقی کہتے ہیں، وہ اس ترقی کو جانتے ہی نہیں جس ترقی کی مومن بندوں کو ضرورت ہے، پھر کس نے اسکا پابند بنایا ہے کہ قوم کی ترقی کے لئے خود دوزخ میں چلے جاؤ، بات وہی ہے کہ دوزخ کا اور عذابِ دوزخ کا اندازہ نہیں ہے۔ گناہ کرنا اور پھر اسمیں حکمت تراشنا اور قوم کی خیر خواہی کا بہانہ کرنا اسلامی تقاضوں سے اور قرآن و حدیث کی تصریحات سے صریح غفلت ہے، اور فریبِ نفس ہے۔

یہ ترقی بھی عجیب مصیبت بن گئی ہے، لیڈران قوم، مسلم قوم کی دنیاوی ترقی دیکھنا چاہتے ہیں خواہ گناہوں کے ذریعہ ہو، خواہ حرام مال کے ذریعہ ہو، مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کے لئے فکرمند ہیں، ان کی آخرت کی ترقی نہیں سوچتے، اگر حرام میں پڑ کر گناہوں کے ذریعہ کچھ دنیاوی ترقی کر بھی لی، اور موت کے بعد عذاب میں گرفتار ہوئے تو اس ترقی سے نقصان کے سوا کیا حاصل ہوا؟

# تنبیہ

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث میں جس تصویر کشی کی ممانعت ہے وہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے متعلق ہے اور کیمرہ سے جو تصویر اتاری جاتی ہے وہ چونکہ ہاتھ سے نہیں بنائی جاتی ہے اس لئے وہ جائز ہے، یہ خیال غلط ہے فاسد ہے، شیطان کی سمجھائی ہوئی دلیل ہے، اصل مقصد تصویر بنانے کی حرمت ہے، خواہ کسی بھی آلہ سے بنائی جائے۔

# گانا بجانا

گانا بجانا بھی آج کل معاشرہ کا جزء بن گیا ہے اور اسکو بھی ترقی سمجھا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ بَعَثَنِیْ | بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت |
| رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَھُدًی | بنا کر بھیجا ہے اور ہدایت بنا کر بھیجا |
| لِلْعٰلَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ بِمَحْقِ | ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ گانے |
| الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ | بجانے کے سامانوں کو اور بتوں کو اور |

وَالصَّلِيْبَ وَاَمْرِ الْجَاهِلِيَّۃِ۔ صلیب کو اور جاہلیت کے کاموں کو مٹا دوں۔
(رواہ احمد کما فی المشکوٰۃ ص ۳۱۸)

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ میں گانے بجانے کے سامان کو مٹانے کے لئے آیا ہوا ہوں لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والوں نے بلکہ محبت کا دعویٰ رکھنے والوں نے گانے بجانے کو جزو زندگی بنا رکھا ہے اسکو ترقی سمجھتے ہیں اسکولوں میں گانا بجانا سکھایا جاتا ہے اور اسکا نام فنون لطیفہ اور فن کاری اور گلوکاری رکھ دیا ہے، لڑکیاں بڑے شوق سے سیکھتی ہیں پھر محفلیں گرم کرتی ہیں ریڈیو پر گا رہی ہیں ٹی۔ وی پر بن سنور کر گانے بجانے کا مظاہرہ کر رہی ہیں، مرد بھی گا رہے ہیں، یہ کیا ترقی ہے جس میں دین و ایمان کا خون ہے حکومتیں چونکہ عوامی ہیں (عوام کی بری خواہشات پوری کرنے کا خیال رکھتی ہیں) اس لئے وہ گانے بجانے کے پروگرام نشر کرتی ہیں لیکن کرسیاں پھر بھی چھن جاتی ہیں، حکومتوں نے جوانوں کو تباہ کر دیا اور آنے والی نسلوں کا خون کر دیا اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہو رہا ہے۔

جو لوگ شیاطین سے تعلق رکھتے ہیں انکو بجنے بجانے والی چیزوں سے محبت و رغبت ضرور ہوتی ہے اور شیطانی کاموں میں ایسی چیزوں کی بہتات ہوتی ہے، ہندوؤں اور یہود و نصاریٰ کے مندروں اور گرجوں میں خاص طور سے ایسی چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے شیطان کو چونکہ یہ چیزیں پسند ہیں، اس لئے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا

ہے کہ ایسی چیزیں رکھیں اور بجائیں، مسلمانوں میں بھی جو لوگ خواہشِ نفس کے مطابق چلتے ہیں اور رنج وخوشی میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہتے ان پر شیطان قابو پا لیتا ہے، اور انکو گانے بجانے کی چیزوں میں مشغول کر دیتا ہے، ان سے گانے گواتا ہے اور باجے بجواتا ہے اور خود بھی سنتا اور مزے لیتا ہے، یہ مصیبت عام ہی ہو گئی ہے کہ ہر وقت نفس کو خوش کرنے کے لئے ریڈیو کھولے رہتے ہیں، یا ٹیپ ریکارڈ چلاتے ہیں اور خاص کر کھانا کھانے کے وقت گانا سننے کا بہت زیادہ خیال کرتے ہیں تاکہ جب منہ میں لقمہ جائے تو گلے کے نیچے دھکیلنے کا کام گانے کی دھن اور سُر سے ہو جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ (یعنی گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو مشکوٰۃ المصابیح صہ ۴۱۱) اس لئے دیکھا جاتا ہے گانے والے اور گانے والوں سے تعلق رکھنے والے اور گانا سننے سنانے کا اہتمام کرنے والے صالح دیندار سچے مسلمان نہیں ہوتے جس کے دل میں نفاق کی آبیاری ہو گی اسمیں نیکی کہاں سے آئے گی، ریڈیو میں گانا اور ٹی وی میں گانا محفلوں اور مجلسوں میں گانا بسوں میں گانا ایسا عام ہو گیا ہے کہ حدیث کا مضمون سنانے والا آدمی برا لگتا ہے۔

حدیث بالا میں یہ بھی فرمایا کہ مجھے میرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ بتوں

کو مٹا دوں۔

بہت سے وہ لوگ جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت اور محبت رکھنے کے دعویدار ہیں پیتل وغیرہ کے مجسمے ڈھالتے ہیں اور کچھ لوگ پتھروں کے بت تراش لیتے ہیں اور ان چیزوں کو ایکسپورٹ یا امپورٹ کرتے ہیں ان کو فروخت کر کے پیسہ کماتے ہیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جس کے مٹانے کے لئے تشریف لائے یہ جھوٹے مدعیان محبت اسکو بناتے ہیں اور دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

فرمایا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے :۔

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ۔
(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۴۱ از بخاری ومسلم)

بلاشبہ اللہ نے اور اسکے رسول نے حرام قرار دیا ہے شراب کی بیع کو اور مردار کی بیع کو اور خنزیر کی بیع کو اور بتوں کی بیع کو۔

بہت سے لوگ یورپ اور امریکہ میں محلوں میں دکانیں کھول لیتے ہیں اور ان میں شراب اور مردار اور خنزیر کا گوشت بیچتے ہیں اور مجسمے بھی فروخت کرتے ہیں یہ لوگ اپنے خیال میں ترقی یافتہ ہیں، کیونکہ یورپ امریکہ میں رہنے کا موقع مل گیا ہے اس جھوٹی ترقی کے سامنے اس تنزل کو نہیں دیکھتے کہ کیا کر رہے ہیں اور بیچ کیا رہے ہیں۔ دین وایمان سے کتنا تعلق باقی ہے اسکا کچھ فکر نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں جاہلیت کے

کاموں کو مٹانے کے لئے آیا ہوں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نویں ذی الحجہ کو ہر آپؐ نے خطبہ دیا اس میں یہ بھی فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمِیَّ مَوْضُوْعٌ۔ | خبردار جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے جو بالکل پامال ہے۔ |

(مشکوٰۃ المصابیح ۲۲۵ از مسلم)

جاہلیت کے کاموں میں ایک تو وہی عورتوں کا بن ٹھن کر نکلنا تھا جس میں بازاروں اور میلوں میں بے محابا حسن وجمال کا مظاہرہ کیا جاتا تھا قرآن مجید میں بڑی شدت کے ساتھ اس سے منع فرمایا سورۂ احزاب میں ارشاد ہے۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (کہ پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر ہرگز باہر نہ نکلو) جاہلیت اولیٰ کے جس عمل سے قرآن مجید میں سختی کے ساتھ منع فرمایا اسکو مسلمان ہونے کے دعویدار بڑی محبت اور چاہت کے ساتھ اپنا رہے ہیں۔ بہو بیٹیوں کو بازاروں، پارکوں، میلوں، اور مجمعوں میں پوری زینت کے ساتھ بے پردہ نیم عریاں لباس میں پھرا رہے ہیں اور اسکو ترقی سمجھ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جاہلیت کی یادگار موجودہ دور کی عصبیت بھی ہے جس میں حق اور باطل کو نہیں دیکھا جاتا، کنبہ قبیلہ ہم وطن صوبہ زبان کو دیکھا جاتا ہے اور انہی بنیادوں پر قتل وخون ہو رہے ہیں۔ حق کی طرف داری نہیں کی

جاتی بلکہ قوم قبیلہ ہم وطن ہم زبان کی طرف داری کی جاتی ہے، قرآن مجید میں اس کا نام حمیت جاھلیہ رکھا ہے[۱]۔ آج کل مسلمانوں میں اسی جاہلانہ حمیت اور عصبیت کی بنیاد پر کشا چھینی ہو رہی ہے۔ قاتل اس لئے قتل کرتا ہے کہ فلاں شخص میرا ہم زبان یا ہم وطن نہیں ہے۔ کسی مؤمن کو قتل کرنے کی کیا وعید ہے۔ سورۃ النساء میں پڑھ لیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ | اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً قتل کر دے تو اسکی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اور اللہ کا اس پر غصہ ہوگا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی، اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار فرمایا ہے۔ |

آجکل قتل مومن معمولی سی چیز ہو گئی ہے جس عمل کی سزا ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اور جو اللہ کے غضب اور لعنت کا سبب ہے، اسکو گویا معمولی سا گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا ہے کبھی اس آبادی پر چڑھائی کر دی گئی کبھی اس کالونی پر دھاوا بول دیا، کبھی راستہ چلنے والوں کو داغ دیا، کبھی بازاروں اور مجمعوں میں لوگوں کو بھون ڈالا، ادھر سے ادھر تک قتل

---

[۱] سورۃ الفتح۔

کرتے چلے گئے، یہ سب مال کے لئے یا قوم کے لئے یا وطن یا صوبہ کے لئے کرتے ہیں اور اپنی آخرت کا کچھ دھیان نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا [۱] (کہ جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر آسمان اور زمین کے تمام رہنے والے کسی مؤمن کے خون میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ کرکے دوزخ میں ڈال دے گا [۲]

ہر شخص کو اپنی آخرت کی فکر کرنی لازم ہے قوم اور وطن کے لئے دوزخ میں لے جانے والے اعمال کرنا پھر دوزخ میں جانا یہ کوئی سمجھداری کی بات نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میں صلیب کو مٹانے کے لئے آیا ہوں، نصرانی لوگ صلیب کی تعظیم کرتے ہیں وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا (العیاذ باللہ) اس صلیب کے نشان کو وہ جگہ جگہ ابھارتے ہیں اپنی فرموں اور اداروں میں صلیب کا نشان اختیار کرتے ہیں گھروں کے دروازوں پر صلیب کا نشان لگاتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو صلیب کو توڑدیں گے

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۰۵ از مسلم [۲] مشکوٰۃ صفحہ ۳ از ترمذی۔

اور یہ بتادیں گے کہ نصاریٰ کا دین باطل ہے میرا ان سے کوئی تعلق نہیں،
اس قتل کے عقیدہ کے اظہار کے لئے نصاریٰ نے گلے میں ٹائی لگانا
بھی اپنایا ہے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی یادگار (انکے عقیدہ کے
مطابق) گلے کے پھندہ کے ذریعہ بار بار تازہ ہوتی رہے، نام نہاد
مسلمانوں کی بیوقوفی دیکھو، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس
اور آپؐ کی وضع قطع پسند نہیں داڑھی بھی مونڈی ہوئی پینٹ بھی پہنا
ہوا اور ٹائی بھی لگی ہوئی، کفریہ عقیدہ کی یادگار میں شریک ہو رہے ہیں
اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے بڑی ترقی کر لی۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذالک
کلہ۔

# بے حیائی اور عفت وعصمت سے دشمنی

اب حیا شرم اور عفت وعصمت کو لے لیجئے اور غور فرمایئے کہ ترقی
کے دلدادہ اس نعمت سے کس قدر محروم ہو چکے ہیں۔ انسانوں میں اور چوپاؤں
میں جو کئی قسم کا فرق ہے اس میں بہت بڑا فرق حیاء اور شرم کا بھی ہے —
جانوروں میں نکاح نہیں ہوتا انکا جفتی والا کام پردہ میں نہیں ہوتا انسانوں
میں نفس کا بھی ایک بہت بڑا حصہ ہے، نفس حیوانیت اور بہیمیت کو
پسند کرتا ہے کیونکہ اس میں مزا ہے عقل، روح اور ایمان اور شرم کی
تعلیم دیتے ہیں لیکن تعلیمات نبویہ سے بعید ہونے کی وجہ سے

نفس عقل اور روح پر غالب آجاتا ہے اسی لئے یورپ امریکہ کے انسان نما حیوانوں نے شرم اور حیاء کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ ننگا لباس بازاروں میں معاشقے پارکوں میں مرد و زن کا ملاپ، محفلوں میں ننگے ناچ اور اسی طرح کے بہت سے بے شرمی کے کام ان لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں عجیب بات ہے کہ بے شرمی کو ترقی، تقدم، تہذیب، ثقافت حضارہ سمجھا جا رہا ہے۔ اگر انسانی اخلاق اور اعمال میں کوئی ترقی ہوتی تو انسانوں میں اچھی صفات پیدا ہو جاتیں کفر کی تاریکیوں سے نکل کر ایمان میں داخل ہو جاتے۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ پیدا ہوتے تو اسکو ترقی کہا جاتا، انسانیت کا خون کر بیٹھے اخلاق عالیہ سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اس کا نام ترقی رکھ لیا۔ یا للعجب و لضیعۃ الادب

شرم و حیاء انسان کی فطری اور طبعی چیز ہے جو اس کے اندر ایک بہت بڑی صفت فاضلہ ہے۔ جب حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے جنت میں وہ درخت کھا لیا جس کے قریب جانے سے منع فرما دیا گیا تھا تو انکے جسم سے کپڑے گر گئے جیسے ہی کپڑے جسم سے علیحدہ ہوئے فوراً ہی جنت کے پتے لے کر اپنے جسموں سے چپکانے لگے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ | سو جب ان دونوں نے اس |
| بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا | درخت کو چکھ لیا تو ان کی شرم |
| وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا | کی جگہ ان پر ظاہر ہو گئی اور ان |

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ[1] دونوں نے اپنے اوپر جنت کے پتوں کو چپکانا شروع کر دیا ۔

یہ دونوں میاں بیوی تھے تب بھی ایک دوسرے کے سامنے ننگا رہنا گوارا نہ ہوا اور جلدی جلدی جنت کے پتوں سے پردہ کرنے لگے ، معلوم ہوا کہ شرم وحیاء انسانوں کے سب سے پہلے ماں باپ کی میراث ہے اس سے بیزار ہونا انسانیت سے بیزار ہونا ہے ۔ لیکن دور حاضر کے نام نہاد انسان کو یہ گوارا ہے کہ اسکی انسانیت کا خون ہو جائے جانور بن جائے ۔ مگر نفس ونظر کے مزہ میں فرق نہ آئے ۔ آج کے انسان کو انسانیت کے بجائے وہ حیوانیت پسند ہے جس میں کسی بات کی روک ٹوک نہ ہو ۔

اس کا طرز عمل اس امر کا اعلان کر رہا ہے کہ میں ایسی انسانیت سے سے بھر پایا جس میں اخلاق کی پابندیاں ہوں اور حرام وحلال کی تفصیلات کے شکنجہ میں جکڑ دیا گیا ہو ۔ اس کے نزدیک انسانیت کوئی شرف نہیں آزاد زندگی گذارنے کو ہی ترقی سمجھتا ہے ۔ اس نام نہاد جھوٹی ترقی نے اس دنیا میں انسان کو انسانیت سے بیزار کر دیا ہے لعنت کے کاموں میں لگا دیا ہے اور آخرت کی بربادی اس کے علاوہ ہے جس کی طرف ترقی یافتہ انسان کا ذہن جاتا ہی نہیں ۔

---

[1] سورۃ اعراف ع ۲ ۔

جو قومیں مسلمان نہیں ہیں وہ تو ترقی کے نام پر انسانیت اور عفت و عصمت کھو ہی چکی ہیں۔ لیکن انکی دیکھا دیکھی بہت سے مدعیان اسلام بھی برباد ہو رہے ہیں یورپ اور امریکہ کی نقل اتارنا انکا شیوہ بن گیا ہے حالانکہ امت مسلمہ کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کی ذمہ داری صحیح طریقہ پر انجام دے اس خلافت کے تقاضوں پر خود عمل کرے، راہ حق سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صحیح راہ بتائے اخلاق فاضلہ کی تعلیم دے اور انسانیت کے صحیح تقاضوں سے باخبر کرے اور انکی طرف دعوت دے، لیکن اس کے برخلاف مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرف ڈھل رہے ہیں ان کے عادات و اطوار اختیار کر رہے ہیں دشمنوں کی تقلید میں عریانی اور فحاشی میں ترقی سمجھ رہے ہیں حیا و شرم کے اپنانے میں غیروں کے سامنے جھجکتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کے تقاضوں پر چلنے میں حقارت محسوس کرتے ہیں، انکا خیال ہے کہ اگر ہم شرم و حیاء کو اپنائیں گے تو ترقی میں پیچھے رہ جائیں گے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

محسن انسانیت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

(رواہ البخاری)

حضرات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی باتوں میں آج تک محفوظ ہے جو اس زمانہ کے لوگوں تک پہنچا اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شرم وحیاء کی تعلیم دیتے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو قومیں اللہ کے بعض پیغمبروں سے اپنا رشتہ جوڑنے کی دعوے دار ہیں اور ساتھ ہی بے شرم اور بے حیاء بھی ہیں وہ اپنے دعوی میں جھوٹی ہیں، اور اپنے کفر وشرک اور بے حیائی کی زندگی کے باعث ان نبیوں کی ذات گرامی کے لئے عار ہیں، جن سے اپنی نسبت قائم کرتی ہیں، کوئی بے شرم و بے حیاء کسی بھی نبی کے راستہ پر نہیں ہو سکتا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ [۱]

پیغمبروں کے طرز زندگی میں چار چیزیں (بہت اہم) ہیں شرم کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا۔

اللہ کے محبوب ترین بندے اس کے پیغمبر ہیں، انہوں نے حیاء اور شرم کی زندگی کو اختیار کیا اور اپنی اپنی امت کو اپنے اپنے زمانہ میں شرم وحیاء کے اختیار کرنے کی زبردست تاکید فرمائی اور اسکو لازم قرار دیا۔

بازاروں پارکوں میں عورتوں کا بے پردہ ہو کر بے محابا مردوں میں گھس جانا اس درجہ پر آچکا ہے، کہ شرمیلا مرد ہی بچنا چاہے تو بچ جائے عورت بچنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ انگلینڈ میں رہنے والے بہت سے نام کے مسلمان بھی اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو پاجامہ پہنانے سے عاجز

---

[۱] رواہ الترمذی۔

ہیں نہ صرف یہ کہ عاجز ہیں بلکہ اس سے خوش ہیں کہ آدمی پنڈلیوں تک فراک یا جمپر پہنے رہیں اور ٹانگوں میں نہ پاجامہ ہو نہ کوئی ساڑھی ہو۔ بڑی بڑی لڑکیاں نیم عریاں بغیر پاجامے کے رہتی ہیں اور اسی میں ترقی سمجھی جاتی ہے۔ ابا جان کہنے کو نمازی بھی ہیں۔ اور ڈاڑھی کرتہ والے بھی ہیں۔ لیکن گھر کی عورتوں اور لڑکیوں کو پاجامہ نہیں پہنا سکتے۔ اگر انہوں نے پاجامہ پہن لیا تو یہ ترقی کے خلاف ہو جائے گا۔

بھلا اس میں کیا ترقی ہے ہماری بہو بیٹیوں کو بے پردہ بے پاجامہ دیکھ کر اور خود ہماری کسی ہوئی پتلون دیکھ کر لوگوں کے نفس ونظر کو مزہ آئے گا۔

## حیاء اور ایمان لازم ملزوم ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں۔ پس جب ان دونوں میں سے ایک کو اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۲)

حیاء ایمان کا بہت بڑا جزو ہے اور اسلام کی خصوصی اور امتیازی خصلت ہے۔

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ

دِینٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ۔[1]

آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں یا تو دونوں رہیں گے یا دونوں رخصت ہو جائیں گے۔ بالکل برحق ہے تجربہ اس کا شاہد ہے بے حیائی اور اس کے لوازم اور دواعی سب کے سب اہل کفر کے یہاں محبوب اور مرغوب ہیں، اور وہی لوگ بے حیاء ہیں جنھیں ایمان سے واسطہ نہیں ہے۔

جن قوموں میں اسلام نہیں ہے ان میں بے حیائی انتہاء کو پہونچی ہوئی ہے، جو لوگ اسلام کے دعوے دار ہیں اور ساتھ ہی دشمنوں کی دیکھا دیکھی بے حیاء ہیں وہ اللہ کے نبی محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے عار بنے ہوئے ہیں بے حیائی کی وجہ سے ایمانیات سے محروم ہیں اور گناہوں میں لت پت ہیں۔

## اسلام عفت وعصمت والا دین ہے

اسلام حیاء اور شرم، عفت وعصمت، غیرت وحمیت والا دین

---

[1] بے شک ہر دین کی ایک خاص خصلت ہے اور اسلام کی خاص خصلت حیاء ہے۔ رواہ مالک مرسلاً عن زید بن طلحۃ ورواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان عن انس وابن عباس رضی اللہ عنہم کما فی المشکوٰۃ صـ۴۳۲۔

ہے، اس نے انسانیت کو اونچا مقام دیا ہے، انسان اور حیوان میں جو امتیازی فرق ہے وہ اسلام کے احکام پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے، اسلام یہ ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ انسانوں میں حیوانیت آجائے، اور چوپاؤں کی طرح زندگی گذاریں، مردوں اور عورتوں کے اندر جو ایک دوسرے کی طرف مائل کرنے کا فطری جذبہ ہے، شریعت اسلامیہ نے اسکی تحصیل کے لئے قانون بنایا ہے اور اس کی حدود مقرر فرمائی ہیں، حقوق نفس اور حظوظ نفس سب کا خیال رکھا ہے لیکن انسان کو شترِ بے مہار کی طرح نہیں چھوڑا کہ جو چاہے کھائے اور جو چاہے پہنے اور جہاں چاہے نظر ڈالے اور جس سے چاہے لذت حاصل کرے، بہت سے لوگ جو نام نہاد مسلمان ہیں (اگرچہ علوم عصریہ میں ماہر ہیں اور دنیاوی معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں) یورپ وامریکہ کے یہود ونصاریٰ اور بددین ملحدوں اور زندیقوں کی دیکھا دیکھی بلکہ انکی ترغیب اور تحریر سے متاثر ہو کر مسلمانوں کو بھی بہیمیت کے سیلاب میں بہا دینا چاہتے ہیں۔

عورت صنفِ نازک تو ہے ہی، کم سمجھ بھی ہے، جب اسکو بہکایا جاتا ہے کہ عفت وعصمت ترقی کے لئے آڑ ہے تو یہ اپنی نادانی سے اس بات کو باور کر لیتی ہیں اور میلوں اور جلسوں اور پارکوں، بازاروں اور تفریح گاہوں میں بے محابا مردوں کے سامنے گھومتی پھرتی ہیں، اور بے حیائی اور عفت وعصمت کے داغدار کرنے والے عمل کو ترقی سمجھتی ہیں، دشمنانِ اسلام نے بس ترقی کا لفظ یاد کر لیا ہے، اور یہ بھی

نہیں جانتے کہ کس چیز کی ترقی محمود ہے اور کونسی ترقی مذموم ہے؟

اسلام نے عورتوں کو ہدایت دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے اندر ہی رہیں، کسی مجبوری سے باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی ہے اس میں متعدد پابندیاں لگائی گئی ہیں مثلاً یہ کہ خوشبو لگاکر نہ نکلیں، اور یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ عورت راستہ کے درمیان نہ چلے، اگر اسے باہر جانا ہی پڑے تو پورے بدن پر موٹی چادر لپیٹ کر چلے (راستہ نظر آنے کے لئے ایک آنکھ کا کھلا رہنا کافی ہے)۔

نیز فرمایا کہ مرد کی نظر کسی نامحرم پر یا عورت کی نظر کسی نامحرم مرد پر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے، اگر عورت کو کسی نامحرم مرد سے بدرجہ مجبوری بات کرنی پڑے تو نرم گفتاری سے بات نہ کرے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے محرم بھی وہ ہو جس پر بھروسہ ہو، فاسق محرم جس پر اطمینان نہ ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح شوہر یا محرم کے علاوہ کسی نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے یا رات گذارنے کی بالکل اجازت نہیں ہے، اور محرم بھی وہ ہو جس پر اطمینان ہو، یہ سب احکام درحقیقت عفت و عصمت محفوظ رکھنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

# مخلوط تعلیم کا زہر

آج کل لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھانے کے لئے بھیجتے ہیں ان کو اونچی ڈگریاں دلانے کی کوشش کرتے ہیں، اول تو اسمیں اس حکم کی خلاف ورزی ہے کہ عورت اپنے گھر میں رہے، اگر باہر نکلنا ہو تو بدرجہ مجبوری پابندیوں کے ساتھ نکل سکتی ہے، مگر وہ تو پردہ کے اہتمام کے بغیر نکلتی ہیں، اور خوب بن ٹھن کر خوشبو لگا کر نکلتی ہیں، پھر رہی سہی کسر مخلوط تعلیم نے پوری کردی، ایک ہی کلاس میں لڑکے اور لڑکیاں اور بالغ مرد وعورت بے پردہ ہو کر بیٹھتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ اسلامیات کی ڈگری لینے والے عین تعلیم کے وقت اسلامی احکام کو پامال کرتے جاتے ہیں، اور جو لوگ ان باتوں پر نکیر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ غیر شرعی طریقہ ہے، وہ کیسی ہی آیات واحادیث پیش کریں ان کی بات کو دقیانوسی کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔

اس مخلوط تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان لڑکیاں ہندوؤں اور سکھوں اور نصرانیوں سے جوڑ لگا لیتی ہیں۔ اور کورٹ میں جاکر سول میریج کے ذریعہ شوہر اور بیوی بن جاتے ہیں، ایسے واقعات ہندوستان اور انگلینڈ میں پیش آرہے ہیں اس پر بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور اپنے خیال میں ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ بے حیاء کافر تو

کیوں مخلوط تعلیم کا سلسلہ ختم کرنے لگے وہ تو بہیمیت کے دلدادہ ہیں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والوں پر تف ہے وہ کیسے اس بے حیائی کو گوارا کر لیتے ہیں۔

# مردوں کو زنانہ وضع اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا لعنت کا سبب ہے

اس زمانہ میں اس کو بھی ترقی سمجھا جاتا ہے کہ مرد زنانہ پن اور عورتیں مردانہ پن اختیار کریں اس کے بارے میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سن لیں۔

حضرت ابن ابی ملیکہ تابعی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے بیان کیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں کے طور طریقے اختیار کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۳ از ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنے (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۳، از ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں پر جو عورتوں کی طرح شکل و صورت بنائیں اور لعنت کی ان عورتوں پر جو شکل و صورت میں مردانہ پن اختیار کریں، اور ارشاد فرمایا کہ انکو اپنے گھروں سے نکال دو۔

(مشکوٰۃ ص ۳۸۰، از بخاری)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے بہت زیادہ نفرت تھی کہ مرد زنانہ لباس پہنیں یا کسی طرح بھی زنانہ پن اختیار کریں، اور اس بات سے بھی آپ کو سخت نفرت تھی کہ عورتیں مردانہ لباس پہنیں یا مردانہ چال ڈھال اختیار کریں اور اسی نفرت کے باعث اس طرح کے مردوں اور عورتوں پر آپ نے لعنت فرمائی۔

در حقیقت عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرد، مرد بن کر رہیں، اور عورتیں عورتیں بنی رہیں، آج کل کے لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کو نہیں دیکھتے، بلکہ یورپ و امریکہ کے کافروں اور سینما میں کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کو وضع قطع اور سج دھج میں امام بناتے ہیں، اُدھر سے جو لباس اور طور طریق ملتا ہے اسکو اختیار کرنا ذریعۂ عزت سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ لباس اور طرز اور طور طریق اللہ کے نزدیک لعنت ہی کا سبب ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر چلنے کی توفیق دے۔

حدیث میں فرمایا ہے کہ عورت بننے والے مردوں اور مرد بننے والی عورتوں کو اپنے گھر سے نکال دو، اس سے معلوم ہوا کہ ہیجڑے بنے ہوئے لوگوں کو گھروں میں آنے کی اجازت دینا حرام ہے۔

آج کل معاشرہ میں یہ چیز زیادہ مقبول ہو رہی ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا لباس اور لڑکیوں کو لڑکوں کا لباس پہناتے ہیں اور نوجوان مرد و عورت اسی سیلاب کے بہاؤ میں بہہ رہے ہیں، یہ طرز بھی یورپ اور امریکہ کے نابکاروں سے شروع ہوا ہے۔ ان کے نزدیک یہ فیشن اور فخر کی چیز ہے۔

ایک جگہ کا واقعہ ہے کہ کسی جگہ دعوت تھی مرد و عورت ایک ہی جگہ موجود تھے، ایک نوعمر کو دیکھا گیا کہ رواج کے مطابق میز پر کھانا لگا رہا ہے کسی کی زبان سے یہ نکل گیا کہ یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے سلیقہ مندی سے کام کر رہا ہے، اس پر پیچھے سے آواز آئی کہ میاں کیا فرما رہے ہیں یہ لڑکا نہیں میری لڑکی ہے، ان صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا، اور ایک نظر ڈال کر کہا کہ معاف کیجئے مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اسکی والدہ ہیں، فوراً جواب دیا کہ میاں آپ صحیح دیکھا کیجئے، میں والدہ نہیں ہوں اس کا والد ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ لڑکی کو لڑکے کے لباس اور وضع قطع میں رواج کے مطابق فیشن سے آراستہ کر رکھا تھا اور جناب والد صاحب خود عورتوں کے لباس اور زنانہ شکل و صورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

مردوں میں زنانہ پن اور عورتوں میں مردانہ پن کس کس طرح سے جگہ پکڑ رہا ہے اسکی تفصیلات وہی لوگ خوب جانتے جو اس فیشن کی لعنت میں مبتلا ہیں، پہلے تو صرف یہی رونا تھا کہ مرد داڑھی منڈا کر زنانہ پن اختیار کرتے ہیں، لیکن اب تو اس سے آگے بڑھ کر مردوں نے اور خاص کر نوعمر لڑکوں نے سُرخی پاؤڈر اور جمپر فراک وغیرہ سب کچھ اختیار کر رکھا ہے، بہت سے مرد بالکل زنانہ رنگ کی شلوار اور قمیض پہن کر نکلتے ہیں، اگر کوئی شخص غور سے نہ دیکھے تو یہ فیشن کے متوالے عورت ہی معلوم ہوتے ہیں، اور یہ بات تو اب خاصی پرانی ہو گئی کہ لڑکیاں شرط لگاتی ہیں کہ داڑھی منڈے سے شادی کرونگی، داڑھی والا پسند نہیں، گویا ان کو ایسا شخص چاہیئے جو دیکھنے میں عورتوں کی فہرست میں آتا ہو۔

عورتیں پتلون وغیرہ اختیار کر رہی ہیں، اگر مشرقی لباس پہنتی ہیں تو وہ بھی مردانہ طرز کا، لڑکوں کو زنانہ اور لڑکیوں کو مردانہ ڈریس میں سجایا جاتا ہے، اور اس خیالِ خام میں مبتلا ہیں کہ ترقی کے زینہ پر پہنچ گئے ہیں، بھلا جو چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سبب لعنت ہو وہ ترقی کی چیز کیسے ہو گی؟ اس میں ترقی ایمانی اور انسانی تو نہیں ہو سکتی ہاں حیوانی اور شہوانی اور طغیانی وعصیانی (یعنی گنہ گاری) کی ترقی ہے جو ملعون ہے۔

# عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم اور جاہلیتِ اولیٰ کے دستور کے مطابق پھرنے کی ممانعت

سورہ احزاب میں ارشاد ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو پس تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جب کہ ضرورۃً بولنا پڑے) نزاکت مت کرو کیونکہ اس سے ایسے شخص کو میلانِ قلبی ہو جائے گا جس کے دل میں روگ ہو (بلکہ) تم قاعدہ کے موافق بات کرو (جیسے پاکباز عورتیں اختیار کرتی ہیں) اور تم اپنے گھروں میں رہو اور زمانۂ قدیم کی جہالت کے مطابق مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو۔

ان آیات میں اول تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر محرم سے ضرورۃً اگر بات کرنی پڑے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے انداز میں بات نہ کریں، جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز سے دل کھنچتے ہیں، اسی طرح گفتار کے نزاکت والے لہجہ کی طرف بھی کشش ہوتی ہے، عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دل کشی ہوتی ہے، پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں خشونت اور روکھاپن ہو، تاکہ کسی بدباطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

دوسرا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں رہو، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے شب و روز گزارنے کی اصل جگہ ان کے اپنے گھر ہی ہیں شرعاً جن ضرورتوں کے لئے گھر سے نکلنا جائز ہے پردہ کے خوب اہتمام کے ساتھ بقدر ضرورت نکل سکتی ہیں۔ آیت کے سیاق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے، جہاں تک ہو سکے نامحرم کی نظروں سے لباس بھی پوشیدہ رکھنا چاہئے۔

تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ زمانۂ قدیم کی جہالت کے مطابق مت پھرا کرو، زمانۂ قدیم کی جہالت سے عرب کی وہ جاہلیت مراد ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے رواج و سماج میں جگہ پکڑے ہوئے تھی، اس زمانہ کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک بازاروں میں اور میلوں میں اور گلی کوچوں میں بے پردہ ہو کر

پھرا کرتی تھیں، اور بن ٹھن کے نکلتی تھیں، سر پر یا گلے میں فیشن کے لئے دوپٹہ ڈال دیا، نہ اس سے سینہ ڈھکا، نہ کان اور چہرہ چھپایا، جدھر کو جانا ہوا چل پڑیں، مردوں کی بھیڑ میں گھس گئیں نہ اپنے پرائے کا امتیاز نہ غیر محرموں سے بچنے کا فکر، یہ تھا جاہلیت اولیٰ کا رواج اور سماج، جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے چکا ہے۔

ان آیات میں گو ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کیا گیا ہے لیکن یہ احکام تمام عورتوں کے لئے عام ہیں اجماع امت اور احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان آیات کا حکم امت کی تمام ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے لئے عام ہے۔

ایک موٹی سمجھ والا انسان بھی (جسے خدا کا خوف ہو) ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہو گا کہ جب ازواج مطہراتؓ کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں ہی میں رہا کریں اور جاہلیت اولیٰ کے دستور کے مطابق باہر نہ نکلیں حالانکہ ان کو تمام مؤمنین کی مائیں فرمایا گیا ہے (وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ) تو امت کی دوسری عورتوں کیلئے بے پردہ ہو کر نکلنا کیونکر درست ہو گا؛ شرف اور احترام کے باعث امت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتی تھیں، جب انکو بھی قرار فی البیوت (یعنی گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے تو جن عورتوں کی طرف قصداً نظریں اٹھائی جاتی ہوں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں انکو جاہلیت اولیٰ کے طریقہ پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہو گی؟

دور حاضر کے جاہل اسی جاہلیت اولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں جس کے مٹانے کا قرآن حکیم نے حکم دیا۔

سورۂ احزاب ہی میں ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا — اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو

فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ — تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو۔

اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے طلب کرو، جب ازواج مطہرات کے بارے میں یہ حکم ہے تو دوسری عورتوں سے بے حجابی کیسے درست ہو گی؟

# عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے

(الترغیب والترہیب للمنذری ص ۲۲۶ جلد ۱، از طبرانی)

اس حدیث میں اول تو عورت کا مقام بتایا ہے، یعنی یہ

کہ وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے عورت کو بحیثیت عورت کے اندر رہنا لازم ہے جو عورت پردہ سے باہر پھرنے لگے وہ حدود نسوانیت سے باہر ہو گئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر تاکنا شروع کر دیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہو گی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن و جمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال کر لطف اندوز ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے، جن عورتوں کو اللہ کی نزدیکی کی طلب اور رغبت ہے وہ گھر کے ہی اندر رہنے کو پسند کرتی ہیں اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں۔

## حفاظت نظر کا حکم

سب سے بڑی چیز جو ایک مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف مائل کرنے والی ہے وہ نظر ہے قرآن مجید میں دونوں فریق کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں۔

سورہ نور رکوع ۴ میں اول مردوں کو حکم فرمایا۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد عورتوں کو خطاب فرمایا:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ○

اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے۔

ان آیتوں میں مردوں اور عورتوں دونوں فریق کو نظریں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ نظریں نیچی رکھنے کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ درخت اور پتھر اور دیواروں اور گھر کے سامان کی طرف دیکھنا منع ہے بلکہ یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ نظر کو بے جا استعمال کرنے سے شرمگاہوں کی حفاظت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، اسی لئے تو اس کے ساتھ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور نظر کی لذت کے لئے شوہر کو بیوی

کے لئے بیوی کو شوہر کے لئے مخصوص کر دیا گیا، محرم مرد اور عورت گو ایک دوسرے کو حدود کے اندر دیکھ سکتے ہیں لیکن کسی عورت نے کسی عورت کو اگر ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ پورا یا کچھ دکھلایا تو دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں لعنت کی مستحق ہوئیں اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی مرد کے سامنے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک پورا حصہ کھول دیا تو دکھلانے والا اور دیکھنے والا دونوں لعنت کے مستحق ہوئے، کسی عورت نے اپنے محرم یعنی باپ بھائی وغیرہ کے سامنے اپنا پیٹ یا پیٹھ یا ران یا گھٹنا کھول دیا تو دیکھنے والا اور دکھانے والا دونوں نے لعنت کا کام کر لیا، بہت سے مغربیت زدہ گھرانوں میں یہ آفت ہے کہ انگریز عورتوں کی دیکھا دیکھی صرف ایک فراک پہنے ہوئے گھروں میں رہتی ہیں اور پائجامہ یا ساڑھی کی جگہ ذرا سی لنگوٹی یا جانگیا پہنے رہتی ہیں، جس کی وجہ سے رانیں اور گھٹنے گھر کے مردوں کے سامنے بلکہ نوکروں کے سامنے بھی (جن کو گھروں میں رکھنا حرام ہے) کھلے رہتے ہیں اس طرح سے گھر کے سب مرد و عورت مستحق لعنت ہوتے ہیں۔

## مسئلہ

کافر عورت کے سامنے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنہ سے نیچے پیر کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ یا کوئی بال کھولنا درست نہیں ہے۔

## مسئلہ

جتنی جگہ میں نظر کا پردہ ہے اتنی جگہ کو چھونا بھی درست نہیں ہے چاہے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ہی کیوں نہ ہو، مثلاً کسی بھی مرد کو یہ جائز نہیں کسی مرد کے ناف سے لیکر گھٹنوں تک کے حصہ کو ہاتھ لگائے، اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ناف سے نیچے کے حصہ کو گھٹنوں کے ختم تک ہاتھ نہیں لگا سکتی

## ناجائز نظر سبب لعنت ہے

حضرت حسن بصریؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جسکی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔

(مشکوٰۃ ص ۲۷۰، از بیہقی فی شعب الایمان وہو حدیث مرسل)

یہ حدیث بہت سی جزئیات پر حاوی ہے، جس میں بطور قاعدہ کلیہ ناجائز نظر ڈالنے والے کو مستحق لعنت بتایا ہے اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو کوئی بھی مرد عورت کسی ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں سے اس پر ناجائز نظر ڈالی جاسکے اس پر بھی لعنت بھیجی۔
مزید تشریح یہ ہے کہ کوئی عورت بغیر پردہ کے بازار میں یا میلہ میں یا پارک میں چلی گئی، جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور

عورت اس لعنت کے مستحق ہوئے، اسی طرح کوئی عورت دروازہ سے یا کھڑکی سے یا برآمدہ سے باہر تانکتی جھانکتی ہے تو یہ عورت بدنظری کی وجہ سے مستحق لعنت ہے، اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقع دینے سے بھی لعنت کی مستحق ہوئی، جس جگہ اٹھنے بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے حکم شریعت کے خلاف نظر ڈالی جا سکے، یا کوئی بھی مرد و عورت کسی مرد و عورت کے سامنے وہ حصہ کھول دے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا دیکھنے والے کے لئے حلال نہ ہو تو یہ دکھانے والا بھی مستحق لعنت ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر اچانک (نامحرم پر) نظر پڑ جائے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی وقت نظر پھیر لو۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۲۶۸ از مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت نامحرم سے پردہ نہ کرے تو مرد کو نظر ڈالنا پھر بھی ممنوع ہے، جس سے کبھی بھی نکاح جائز ہو وہ نامحرم ہے، خالہ، ماموں چچا پھوپھی کے لڑکے محرم نہیں ہیں، جلیٹھ دیور بھی محرم نہیں ہیں ان سے بھی پردہ کرنا واجب ہے۔

یہ نام نہاد ترقی کا زمانہ ہے، اس میں عفت، عصمت، شرم و حیاء عیب بن کر رہ گئی ہے، یورپ والوں کی تقلید میں نام نہاد مسلمان بھی اسکی رو میں بہہ رہے ہیں عورت اگر پردہ کرے تو اسے سوسائٹی میں شریف نہیں سمجھا جاتا، اگر بے حیا بنے، چہرہ کھول کر نکلے، ٹیڈی لباس میں

اعضائے بدن کو ظاہر کرتی ہوئی بازاروں میں گھومے مارکیٹ میں سودا خریدے، سینکڑوں مردوں کے سامنے پارکوں میں بے حجاب ہو کر تفریح کرے تو اس کو شریف سمجھا جاتا ہے، استغفر اللہ! کیسی الٹی ترقی ہے؟ اور کیسی تاریک روشنی ہے؟ جس میں انسان انسانیت کی حدود سے نکل گیا ہے اور شرافت انسانی انسان کی حرکتوں پر تھو تھو کرنے لگی ہے۔

# رقص کی بے حیائی

چونکہ شوہر بھی نام نہاد ترقی کے خوگر ہیں اس لئے وہ بھی بیویوں کو ان کی حرکتوں سے نہیں روکتے بلکہ پردہ دار بیویوں کی خود پردہ دری کرتے ہیں اور یاروں دوستوں کی انجمن میں ساتھ لے جاتے ہیں، ان سے مصافحے کراتے ہیں۔ بلکہ کلبوں میں جاکر نچواتے ہیں، ان بے ہودہ لوگوں کے نزدیک ڈانس بھی وہ زیادہ دل پسند ہے جس میں ایک کی بیوی کسی دوسرے کے ساتھ ناچے۔

آج کل ناچ بہت معزز کام سمجھا جانے لگا ہے، اسکولوں اور کالجوں میں اس کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے، کلبوں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں ننگے ناچ ہوتے ہیں، یورپ کے نفس پرستوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہر عورت اپنے شوہر کے سوا غیر مرد کے ساتھ ناچے، جو عورت اس کے

خلاف کریگی وہ اس سوسائٹی میں بدترین سمجھی جائے گی، افسوس ہے مسلمانوں پر کہ یورپ کے بے حیاؤں کے طریقوں پر چلنے کو ترقی اور کامیابی سمجھنے لگے ہیں، ناچ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سب سے کامیاب ذریعہ ہے، اس سے جنسی ابھار ہوتا ہے اور بے حیائی کے مظاہروں کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اپنی بیویوں اور بہو بیٹیوں کو بے پردہ پھرانا نامحرموں سے ان کے مصافحے کرانا ان کے ساتھ یا ان کے سامنے نچوانا دیوث کا کام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ثَلَاثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُ وَالدَّیُّوْثُ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہِ الْخُبْثَ [1]

تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے

(۱) جو شراب پیا کرتا ہے۔

(۲) جو ماں باپ کا نافرمان ہے۔

(۳) دیوث جو اپنے اہل خانہ میں خباثت کو برقرار رکھتا ہے۔

بے حیائی کی ترقی کے دلدادہ حدیث کے مضمون پر غور کرلیں۔

---

[1] رواہ احمد والنسائی کما فی المشکوٰۃ ص ۳۱۸

# مردوں کو مائل کرنے والی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کی دو جماعتیں ہیں نے نہیں دیکھی ہیں (کیونکہ وہ ابھی موجود نہیں ہوئیں، بعد میں ان کا وجود اور ظہور ہوگا) ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو (ظلماً) ماریں گے، دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی (مردوں کو مائل کرنے والی اور (خود انکی طرف) مائل ہونے والی ہونگی، ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے جو جھکے ہوئے ہوں گے، یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اسکی خوشبو سونگھیں گی، اور اسمیں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صہ ۳۰۶، از مسلم)

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ایسے گروہوں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی ہے، جن کو آپ نے اپنے زمانہ میں نہیں دیکھا تھا، لیکن آج وہ دونوں گروہ اپنے شر و فساد کے ساتھ موجود ہیں

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اول تو ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو کوڑے لئے پھریں گے اور ان سے لوگوں کو ماریں گے، یہ ان لوگوں کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی جو اپنے اقتدار کے نشہ میں بات بات پر کمزوروں اور بے بسوں کو پیٹ دیا کرتے ہیں دیہات اور قصبات کے زمینداروں اور مالداروں کو دیکھا گیا ہے کہ تنگ دستوں اور بے کسوں کو جھوٹے سچے بہانے بنا کر پیٹتے ہیں، ان سے سینکڑوں کام بیگار میں لیتے ہیں، اور ان پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھاتے ہیں، یہ بے کس اور بے بس ومظلوم بندے جب آخرت میں مدعی ہوں گے اور وہاں قاضیِ روزِ جزاء کی عدالت میں پیشی ہو گی، تو ظلم وستم کے انجام کا پتہ چلے گا۔

## کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی

دوسری پیشین گوئی عورتوں کے بارے میں فرمائی کہ ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی، یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ یا کپڑا باریک تو نہ ہو گا، مگر چست ہونے کی وجہ سے اور بدن کی ساخت پر کس جانے سے اسکا پہننا نہ پہننا برابر ہو گا، بدن پر کپڑے ہونے اور اس کے باوجود ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصہ اور خصوصاً وہ اعضاء

کھلے رہیں جن کو باحیاء عورتیں چھپاتی ہیں، جیساکہ یورپ (اور ایشیاء کے بعض شہروں مثلاً بمبئی، کلکتہ، رنگون، سنگاپور وغیرہ) میں ایسالباس پہننے کارواج ہے کہ گھٹنوں تک قمیص یافراک ہوتا ہے، آستین یاتو ہوتی نہیں یا اس قدر کوتاہ ہوتا ہے کہ مونڈھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہے، پنڈلیاں بالکل ہی ننگی ہوتی ہیں اور سر بھی دوپٹہ سے خالی ہوتا ہے، اور فراک کا گلا آگے اور پیچھے سے اس قدر فراخ اور چوڑا ہوتا ہے کہ نصف کمر اور نصف سینہ نظر آتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ عورتیں (غیر مردوں کو) اپنی طرف مائل کریں گی اور خود انکی طرف مائل ہونگی، یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ مردوں کو اپنا بدن دکھانا اور انکا دل لبھانا مقصود ہو گا، اور لبھانے کا دوسرا طریقہ یہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو (جو دوپٹہ سے خالی ہوں گے) مٹکا کر چلیں گی جس طرح اونٹ کی پشت کا بالائی حصہ (جسے کوہان کہتے ہیں) تیز رفتاری کے وقت زمین کی طرف جھکا کرتا ہے، اونٹ کے کوہان سے تشبیہ دیکر یہ بتایا کہ وہ عورتیں بالوں کو پھلا پھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی۔

# فیشن کی بری وبا

فیشن کی وباء نے بڑے بڑے معزز اور شریف خاندانوں کی

عورتوں کو نصرانی لیڈیز اور فلم کمپنیوں میں کام کرنے والی ایکٹرسوں کی تقلید پر آمادہ کر دیا ہے، سینما اور ٹی۔ وی دیکھنے سے جہاں اور بہت سے گناہ اور نقصانات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ نوخیز لڑکیاں اور جدید تہذیب کی دیوانی عورتیں بے شرم اور بے حیاء عورتوں کے افعال وحرکات سیکھ کر آتی ہیں اور پھر ان کی وضع بنانے اور نقل اتارنے میں فخر سمجھتی ہیں، آج کل بہت سی عورتیں طرح طرح سے غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی تدبیریں کرتی ہیں مثلاً برقعہ پہن کر باہر نکلیں اور ہاتھوں کو باہر نکال لیا یا برقعہ کا نقاب اتنا چھوٹا رکھا کہ دونوں طرف کے رخسار صاف نظر آسکیں یا ایسا باریک نقاب برقعہ میں لگایا جو خدوخال اور حسن وجمال کو اور بھی نمایاں کر دے، اور خود برقعہ ہی اب بجائے پردہ کے کشش کا سامان بن گیا ہے، برقعہ پر پھولوں کا بنانا، چمکدار یا باریک کپڑے کا برقعہ ہونا بدنفس لوگوں کو برقعہ والی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، برقعے کیا ہوئے پردے کے بجائے نظروں کے کھینچنے کا سامان بن گئے اور وہی مثل ہو گئی کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھے۔ العیاذ باللہ

حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ایسی عورتیں جنت میں نہ تو داخل ہونگی نہ اسکی خوشبو پاسکیں گی، پھر فرمایا کہ اسکی خوشبو اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے، اس حدیث میں اس مسافت کا ذکر نہیں ہے جس کی دوری سے جنت کی خوشبو سونگھی جاتی ہے، بعض روایات حدیث میں ہے کہ جنت کی خوشبو سو برس کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے (الترغیب)

ایسی جنت سے محرومی کیسی بدبختی ہے۔

# تالابوں، حوضوں اور کلبوں میں ننگا ہو کر غسل کرنے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دین پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۳۸۴، از ترمذی و نسائیؒ)

جو قومیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے محروم ہیں، حیاء و شرم سے خالی ہیں، انسان کا نفس شرم و حیاء کی پابندی سے بچتا ہے اس لئے جو لوگ دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم و حیاء سے بھی آزاد ہوتے ہیں، مل جل کر عورتوں اور مردوں کا نہانا اور پردہ کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیب قدیم میں بھی تھا اور اب تہذیب جدید میں بھی ہے، حجاز سے باہر عہدِ نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا جن میں مرد وعورت بغیر کسی پردہ کے اکٹھے ہو کر نہایا کرتے تھے، اور یہ ان کے

رواج اور سماج میں داخل تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اول تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا، پھر بعد میں مردوں کو تہبند باندھ کر نہانے کی اجازت دی (لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے) عورتوں کے لئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت بدستور باقی رہی، کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کرے گی، تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں گی، بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزاء بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑیگی تو مزید کشش کا باعث بنے گی۔ ترغیب وترہیب کی ایک روایت میں ہے کہ تہبند اور کرتہ اور دوپٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت فرمائی۔

ہمارے اس زمانہ میں کلب بنانے اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے انہی کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں، مرد عورت لڑکے لڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے اور تیرتے ہیں اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں، مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے، یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر آمادہ کرتا ہے، اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہیں مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعوٰی کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بڑا کارنامہ سمجھنے لگے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد ہی نہاتے ہوں تب بھی اسکا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہ دیکھے ورنہ ارتکاب حرام کا گناہ ہو گا۔ کُشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لیکر گھٹنوں کے ختم تک کے کسی حصہ کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا بھی سخت حرام ہے۔ افسوس ہے کہ کُشتی کے مقابلوں میں کہ کرکٹ وفٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دینداری کے دعوے دار اس مسئلہ کو بھول جاتے ہیں اور ستر دیکھنے دکھانے کو ذرا عیب نہیں سمجھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام میں غسل کرنے کی ممانعت کے بعد دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو، ہمارے اس زمانہ میں جس طرح بے پردگی کو لوازمِ ترقی میں داخل کر لیا ہے، اور اس کے لئے مغربیت زدہ مجتہدین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح بے پردگی عام ہو جائے، اسی طرح سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز لوگ جو یورپ اور امریکہ کے ماحول میں کچھ دن گزار چکے ہیں، شراب کے پینے اور پلانے کو پارٹیوں اور دعوتوں کا جزوِ اعظم بنائے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ترقی نظر نہیں آتی، بلکہ یورپ اور امریکہ کے بے حیاء انسانوں کی تقلید میں عروج سمجھتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ جس

دسترخوان پر شراب کا دور چل رہا ہو اس پر مت بیٹھو، اور ان مدعیانِ دین و دانش کا یہ حال ہے کہ اسلامی جمہوریہ اور دینی حکومت کے نام پر جو دعوتیں کرتے ہیں انکو بھی شراب کے ذریعہ رنگین کئے بغیر باز نہیں رہتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اسکو اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائے اس پر بھی۔

(ابو داؤد شریف، ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے،

وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ [1]

یعنی شراب مت پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

یہ ہر برائی کی کنجی ان لوگوں میں جو دنیا کے اعتبار سے اونچے طبقے میں شمار ہیں خوب پی اور پلائی جاتی ہے، اور ہر برائی کا ان لوگوں سے ظہور ہوتا رہتا ہے اور ان پر جو اللہ کی لعنت برستی ہے ان سے بچنے کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح صہ ۵۹ از ابن ماجہ۔

# آخری کلام

اب ہم رسالہ ختم کرتے ہیں، مسلمانوں کو جھنجھوڑنا ہمارا مقصد تھا، مضامین میں کہیں تکرار بھی ہو گیا اور کہیں سخت گیری کے الفاظ بھی آ گئے چونکہ خیر خواہی مقصود ہے، اس لئے اہل اخلاص ان شاء اللہ تعالیٰ ان اوراق کی قدر ہی کریں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ مسلمان کا معاشرہ اسکی ترقی اسکا طرز زندگی الگ ہے، کافر کا الگ ہے، کافر تو مسلمانوں کی وضع اور شکل وصورت اختیار نہیں کرتے لیکن جو لوگ ایمانی غیرت سے خالی ہیں وہ کافروں کی طرف بڑھتے ہیں انکی تقلید کرتے ہیں انکے اعمال کو اپناتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اغیار کی تقلید نہیں کی تو وہ لوگ ہمیں عار دلائیں گے کہ دیکھو یہ دقیانوسی ہے، انکی بیوی نے پردہ کر رکھا ہے انہوں نے شرم کے کپڑے پہن رکھے ہیں، انہوں نے چست پتلون نہیں پہنی، یہ شرمیلے ہیں حیادار ہیں، بھلا کافروں کے عار دلانے سے ہم ایمانی تقاضوں کو اور حیا وشرم کو کیوں چھوڑ دیں وہ تو ہمارے مسلمان ہونے سے ہی راضی نہیں ہیں، انکو کہاں تک راضی رکھا جا سکتا ہے، دشمن کچھ کہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنا ہے، ہماری عزت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے راضی ہوں قرآن شریف میں فرمایا ہے أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (کیا ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں پس تحقیق ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے) نیز فرمایا ہے وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ (اور اللہ ہی کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول ؐ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے اور لیکن منافقین نہیں جانتے)۔

مسلمان کافر کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ کافروں کی بے حیائی کا تو یہ عالم ہے کہ سڑکوں پر معاشقہ کرتے ہیں۔ زنا انکا جزو زندگی بن گیا ہے، شرم و حیاء کو انہوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے، ایسے قانون پاس کر لئے ہیں کہ مرد مرد سے اور عورت عورت سے لذت حاصل کر سکتی ہے، ان کی لڑکیاں فرینڈ (دوست) ڈھونڈتی پھرتی ہیں۔ بلکہ کوئی لڑکی اگر دوست تلاش نہ کرے تو اس کے گھر کے لوگ ڈاکٹر کے پاس لیجاتے ہیں کہ دیکھو اس میں کیا کمی ہے کہ دوست کی تلاش نہیں کرتی۔

اسلام میں جو ایک سے زیادہ شادی کرنے کی اجازت ہے اس پر انکو اعتراض ہے اور نکاح کرنا ان کے نزدیک عیب ہے دوست اور دوستانیاں جتنی بھی ہوں اس پر انہیں کوئی اعتراض نہیں، ان میں زنا کی کثرت اتنی زیادہ ہے کہ ان کے یہاں صحیح النسب اولاد کا ملنا دشوار ہے اولاد کے حلالی ہونے کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری کاغذات میں ماؤں کے ناموں سے انتساب ہوتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک

غیر ثابت النسب ہونا کوئی عیب کی بات ہی نہیں رہی آخر یہ کیا ترقی ہے جس میں زنا اور بدکاری ہنر بن کر رہ گئی ہے اور باپ کا ذکر ہی ختم ہوا جو کچھ رشتہ ہے صرف ماں ہی سے رہ گیا ہے، شرم وحیاء اور عفت وعصمت ان کے نزدیک عیب ہے، جس معاشرہ میں انسانیت کا خون ہو چکا ہے، اسکو ترقی کا نام دیا جارہا ہے ان لوگوں میں چونکہ نفس ونظر کا مزہ ہی سب سے بڑی مطلوب ومرغوب چیز ہے اس لئے عریانی کو بھی پسند کرتے ہیں۔ ننگوں کے مستقل کلب ہیں، عریاں لباس کو ترقی سمجھتے ہیں، عورتیں ذراسی لنگوٹی یا چڈی پہن کر اوپر سے چھوٹا سا فراک پہن لیتی ہیں۔ بازو، سینہ اور کمر۔ رانیں۔ پنڈلیاں کھولے ہوئے بازاروں اور پارکوں میں دوستوں کے ساتھ گھومتی ہیں ان لوگوں کے نزدیک یہ بہت بڑی ترقی ہے۔

جن لوگوں میں حرام وحلال کی تمیز نہ ہو۔ حیاء وشرم بالائے طاق رکھ دی گئی ہو، فکر آخرت سے خالی ہوں ان کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ [۱] | اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ (دنیا کی چیزوں سے) متمتع ہوتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں اور دوزخ انکا ٹھکانا ہے۔ |

---

[۱] سورۃ محمدؐ رکوع ۲

مسلمان نام کے لوگ دشمنوں کی ہر چیز اپنانے کو تیار ہیں انکو اسلام کے قوانین سے بیر ہے۔ چوریاں خوب ہوں روزانہ ڈاکے پڑیں زنا کی کثرت ہو یہ منظور ہے لیکن اسلامی قوانین نافذ کرنا منظور نہیں، یہ ایمان کے دعوے دار اسلام کے قوانین کو ظالمانہ قوانین کہتے ہیں اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنا دیتے ہیں۔ جس سے اپنے اوپر کفر عائد کر لیتے ہیں، دشمنان اسلام جو سمجھائیں وہی سوچتے ہیں اور جو وہ کہلوائیں وہی کہتے ہیں جب کسی ملک میں مسلمانوں کو اقتدار ملتا ہے تو یہود و نصاریٰ سے مرعوب ہو کر اور احساس کمتری میں مبتلا ہو کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جمہوریت ہو گی، اسلامی حکومت نہ ہو گی، اسلام کے مطابق ملک چلانے کو عیب سمجھتے ہیں اور دشمنوں کے سامنے جھینپتے ہیں، درحقیقت اسلام اور احکام کے جو فوائد اور ثمرات ہیں ان سے غافل ہیں، اس لئے دشمنوں کی طرف جھک جانے میں ترقی محسوس کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ [1] | اور نہ مائل ہو جاؤ ان لوگوں کی طرف جنھوں نے ظلم کیا، کبھی تمہیں آگ نہ پہنچ جائے۔ |

اس آیت کے مضمون پر غور کریں اور خوب سمجھ لیں کہ اغیار کی طرف

---

[1] سورۃ ہود

جھکنے کا کیا انجام۔

اب تو حال یہ ہو گیا ہے کہ جہالت کی وجہ سے لوگ ایمانیات سے دور ہو رہے ہیں، عقیدے متزلزل ہیں، اسلامی عقائد و احکام میں ان کو شک ہے، جو غیر قوموں سے متاثر ہو کر ظاہر ہو رہے ہیں، لیکن چونکہ وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اور نام مسلمانوں جیسے ہیں، اس لئے بحیثیت قوم کے انہیں مسلمان سمجھا جا رہا ہے، جو لوگ حرام ذریعوں سے مال جمع کر رہے ہیں اور بلڈنگیں بنا رہے ہیں، بہت سے لیڈر انہیں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو ہماری قوم نے ترقی کی، ان لوگوں کے نزدیک اسلام رہے یا نہ رہے، مسلمان نام کی قوم ترقی کر جائے تو خوش ہیں۔

مسلم قوم کا بقاء اس میں ہے کہ ان کے عقائد صحیح ہوں، اعمال درست ہوں اور انکی ترقی اسی میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ آخرت میں بلند درجات دلانے والے اعمال سے مالا مال ہوں، اپنے دین پر جمتے ہوئے حلال طریقوں سے مال نصیب ہو جائے تو وہ بھی اللہ کی نعمت ہے، لیکن اصل ایمان ہے اور اعمال صالحہ ہیں، اسکی بقاء کا فکر مند ہونا لازم ہے، مسلمان کوئی ذات برادری والی نسلی قوم نہیں ہے، ہر شخص اپنے اپنے عقیدہ اور عمل سے مسلمان ہوتا ہے۔

جو لوگ کافر اور مشرک اور بے دین اور ملحد ہیں انکو تو ہماری یہ دعوت ہے کہ اپنے خالق کو پہچانیں اور اسکا دین یعنی اسلام قبول کریں اور اس کے تقاضے پورے کریں، اپنے خالق کو نہ پہچاننا اور اس کے دین کو قبول نہ کرنا

اپنا خون کرنا ہے اور آخرت کے دائمی عذاب کے لئے تیار کرنا ہے جس نے پیدا کیا وجود بخشا نعمتیں دیں حاجتیں پوری فرمائیں اس سے منحرف ہونا اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا سب سے بڑی ناشکری ہے اور سب سے بڑی حماقت اور بے وقوفی ہے (وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ)

جو لوگ مسلمان ہیں انکو یہ توجہ دلانا ہے کہ جب دین اسلام قبول کر لیا اور قرآن مجید کو خالق ومالک جل مجدہ کی کتاب مانا اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول تسلیم کر لیا تو اب کتاب اللہ یعنی قرآن حکیم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر چلو، دنیا اور اہل دنیا کو نہ دیکھو اللہ کی رضا کو سامنے رکھو، آخرت کی فکر کرو، اخلاق عالیہ اور اعمال صالحہ اختیار کرو، گناہوں سے بچو، کافروں کی ریس نہ کرو. گناہوں میں ترقی نہیں ہے، اعمال صالحہ میں رفع درجات ہے جو آخرت کی ترقی ہے اور حقیقی ترقی ہے، ہری بھری دنیا پر نہ جائیں نفس کی لذتوں کو نہ دیکھیں، آخرت کی نعمتوں کے لئے عمل کریں۔

وہٰذا آخر الکلام بتوفیق اللہ العزیز العلام

والحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ علیٰ من

ارسل طیباً وطاہراً

وعلیٰ من کان لہٗ

متبعاً وناصراً

## اضافہ از ناشر

# جدید تہذیب اور ترقی کا پوسٹ مارٹم

از خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمتہ اللہ علیہ
(ماخوذ از نمک دان ظرافت)

بحمد اللہ خود اسلام ہے اک رہبر کامل
مسلمانوں کو ہے اغیار کی تقلید نادانی

مسز بن ٹھن کے نکلی ہے تو اور اسکی غرض کیا ہے
بجز اس کے کہ مردوں کو ہے شانِ حسن دکھلانی

بنایا ہے اک آلۂ تفریح عورت کو
غرض اپنی ہے اور کہنے کو ہے ہمدردِ نسوانی

ارے یہ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا ہے
یہ سارے عیش ہیں فانی یہ سارے لطف ہیں آنی

یہ ہے جینے میں جینا، ایسے جینے سے تو موت اچھی
وہ کوئی زندگی میں زندگی ہے جو ہو عصیانی

ترقی کی ہوس سے چھا گئی آنکھوں میں جب چربی

ورم کو تو نے سمجھا فربہی از راہ نادانی
ترقی کہہ نہ اسکو دین کا جس میں تنزل ہو
وہ ہے سولی پہ چڑھنا روح کی کرنا ہے قربانی
کہاں اب حق پرستی، نیچریت آگئی سب میں
کسی کا کفر مخفی ہے کوئی کافر ہے اعلانی
ترا مذہب ہے دنیا تو مقلد اہلِ یورپ کا
مرا مسلک ہے تقلید رسول پاک عدنانی
ترقی کر ترقی کر مگر حد سے نہ بڑھ مسٹر
نظر ہے صرف دنیا پر تری اک آنکھ ہے کانی
نکلتی ہیں ٹہلنے عورتیں اٹھکیلیاں کرتی
جدھر جاتے ہیں آتا ہے نظر اک غول شیطانی
گئے پردے کے دن، اب تو ہوا خواری ہے سیریں ہیں
غضب ہے گھر کی حوریں ہو گئیں غول بیابانی
خدا کو حشر میں اے پردہ در کیا منہ دکھائے گا
تمام اعضائے انسانی کو تو نے کر دیا زانی
یہ کس فرقہ کا انکو ہمنوا کرتے ہو سوچو تو
سکھائی جا رہی ہے لڑکیوں کو کیوں خوش الحانی
ترقی کی تمہیں دن رات دھن اور میں یہ کہتا ہوں
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

نئی جو روشنی ہے وہ نئی ہے ہاں بایں معنی
کہ ظاہر اس کا نورانی ہے باطن اس کا ظلمانی

نئی تہذیب یہ بے پردگی کی کیسی نکلی ہے
خلاف دیں خلاف غیرت و تہذیب انسانی

ملیں غیروں سے بیگم صاحبہ تو جا کے خلوت میں
میاں صاحب کریں بیٹھے ہوئے چوکھٹ پہ دربانی

ملاقاتیں کراتے پھرتے ہیں خود ہی رقیبوں سے
شریک عیش اب ہیں جو کبھی تھے دشمن جانی

تماشے ہیں کلب ہیں، پارک ہیں اور سیر گاہیں ہیں
بس اب تو عشق کی سب منزلیں طے ہیں باآسانی

غضب ہے اختلاط مرد و زن یوں بے تکلف ہو
حیا رخصت ہوئی دیدوں کا سب کے ڈھل گیا پانی

شرافت، آبرو، مذہب، ترقی پر فدا ہیں سب
یہ ہے ایثار مردانہ اسے کہتے ہیں قربانی

بس اب تو عورتیں ہی میدان ترقی ہیں
کریں اب مرد گھر میں بیٹھ کر گہوارہ جنبانی

قیود شرع پر واللہ سو آزادیاں صدقے
کہاں یہ حظ نفسانی، کہاں وہ لطف روحانی

یہ پابندی شریعت کی ہے گویا جان آزادی
سمجھنا قید اسے طعنہ زنی ہے سخت نادانی
مسلمانوں سے بھی اٹھ جائے پردہ کیا قیامت ہے
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
یہ مصداق حدیث آنکھوں سے دیکھا اس زمانہ میں
کہ ہر عورت کے پیچھے پیچھے ہے اک غول شیطانی
ارے باہر کے کاموں کے لئے ہیں مرد ہی موزوں
امور خانہ داری کے لئے ہے صنف نسوانی
یہ تقسیم عمل اک مسئلہ ہے خود تمدن کا
اسی میں مصلحت دونوں کی ہے دونوں کو آسانی
کراؤں پردہ عورت سے تو میں بے درد اور ظالم
دکھا تھیٹر اور سینما تو تو ہمدرد نسوانی
سکھائے لڑکیوں کو فن موسیقی تو تو عاقل
میں دوں تعلیم دیں انکو تو ٹھہرے جہل و نادانی
ملے عورت نہ مردوں سے تو وہ بد خلق اور وحشی
جو ناچے ساتھ غیروں کے، تو یہ تہذیب انسانی
سر بازار ٹہلیں مرد و عورت ہم بغل ہو کر
بریں اخلاق نفریں تف بریں تہذیب شیطانی

مسٹر کس ناز میں ہے اسکو ملانی سے کیا نسبت
وہ اک رقاصہ لونڈی اور یہ اک سنجیدہ پیرانی

نئی تہذیب کو اسلام سے کیا واسطہ مسٹر
نہ کر دے دیکھے دھوکے تو مسلمانوں کو نصرانی

۴۰

خود راقم نے بھی بعض خاص علمی و دینی حلقوں میں اس رکاوٹ کو محسوس کیا ہے لیکن اس کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اپنے بندوں کو اللہ تعالیٰ نے علم و فکر کی خاص صلاحیتیں دی ہیں وہ اپنی صلاحیتوں کو اس راستہ پر لگائیں اور کام کو صحیح ترتیب اور تدبیر کے ساتھ کریں اور دوسروں سے اپنی نگرانی میں کرائیں۔ یہ کوئی منظم کمیٹی اور انجمن تو ہے نہیں کہ جب تک وہ آپ کو کام کا انچارج اور ذمہ دار نہ بنائے آپ کچھ نہ کر سکیں یہاں تو دین کا کام کرنے کی ایک عمومی دعوت ہے۔ پس جو لوگ اس کو اس وقت کر رہے ہیں اگر وہ زیادہ اچھے طریقے سے نہیں کر رہے ہیں تو اچھی صلاحیتوں والوں پر اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ اچھے طریقے سے اس کو کر کے دکھائیں تاکہ دوسرے لوگ بھی ان کی تقلید کر سکیں :

منقول از ماہنامہ الفرقان ۵۶ھ

# اِصلاح کا آسان نسخہ

منجملہ ارشاداتِ عالیہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

## دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دُعا مانگو

کہ اے اللہ میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں میں فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں، مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور آپ کے ارادہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ میں سخت نالائق ہوں۔ سخت خبیث ہوں۔ سخت گنہگار ہوں۔ میں تو عاجز ہو رہا ہوں۔ آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں۔ آپ ہی قوت دیجئے۔ میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں۔ آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے۔ اے اللہ جو گناہ میں نے اب تک کئے ہوں۔ انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا۔ لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار اور اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہو گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی۔ شان میں بھی بٹہ نہ لگے گا۔ دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جاویگا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

# ماں

## قرآن وسنت کی روشنی میں

واصل عثمانی

اس صدی میں لکھی جانے والی کتابوں میں یہ کتاب "ماں" ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ کتاب کا انداز نہایت دلچسپ اور دل میں گھر کرنے والا ہے۔ یہ کتاب اُن تمام لوگوں کے لئے ایک تحفہ ہے جو اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں اور ان کے لئے ایک پیغامِ نصیحت ہے جو ماں کی قدر و منزلت سے واقف نہیں! اس کتاب کے مندرجات میں سب سے پہلے قرآن مجید میں "ماں" سے متعلق آیات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد احادیث میں "ماں" کے تعلق سے موجود حوالے دیئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت اسماعیلؑ سے لیکر حضرت نبی اکرمؐ تک نبیوں کی پاک ماؤں کا ذکر ہے۔ حضرت فاطمہؓ سے لیکر حضرت نظام الدین اولیا تک بزرگ و معتبر ہستیوں کی لائق صد احترام ماؤں کا ذکر ہے۔ سر سید سے لے کر مصنف کی ماں تک بہت سی ان ماؤں کا ذکر ہے جنہوں نے سید ابوالاعلیٰ مودودی، مفتی محمد شفیع، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (مولانا علی میاں) جیسی شخصیات کو جنم دیا۔ اس کے بعد "ماں" سے متعلق مشہور نظمیں جن کو اکثر لوگ تلاش کرتے رہتے ہیں، [illegible] میں جمع کردی گئی ہیں۔

کتاب کی قیمت تیس روپے

ملنے کا پتہ

**عاکف بک ڈپو، مٹیا محل، دہلی ۶**